شعرائے ناگپور کے نعتیہ کلام کا مجموعہ
نورِ مجسم
مرتبین
سید شفیع الدین احمد
(سابق چیریٹی کمشنر حکومتِ مہاراشٹر، ممبئی)
شاہنواز خان وسیم جمالی
(ایم اے، بی ایڈ، بی پی ایڈ)
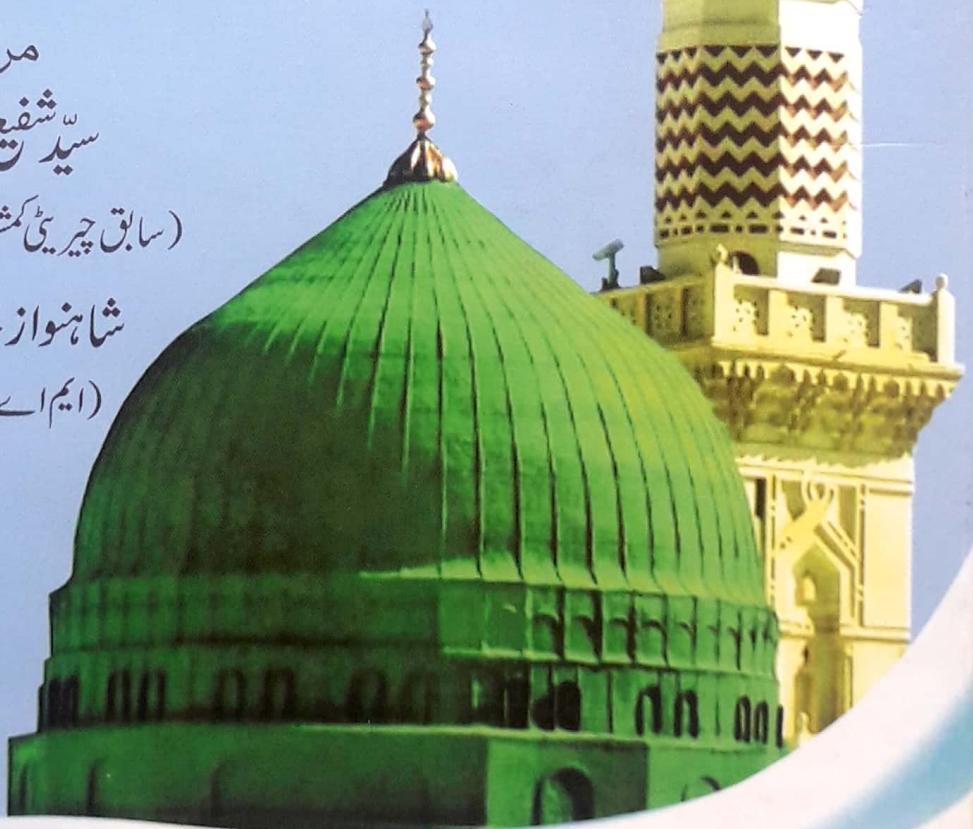
قَد جآءَکُم مِّنَ اللہِ
نُورُ وَّکِتٰبُ مُّبِین
(سورۃ المائدۃ)
آیت ١٥
ترجمہ
بے شک تمہارے پاس
اللہ کی طرف سے
ایک نور آیا
اور روشن کتاب
اَوَّلُ ما
خَلَقَ اللّٰہُ
نُورِی
(حدیثِ قدسی)
ترجمہ
سب سے پہلے
اللہ نے
میرا نور خلق کیا

محمدؐ فیضان صاحب رضا
کی خدمت میں محبت اور خلوص
کے ساتھ

شاہ نواز خان
04-01-2021

نورِ مجسم

مرتبین

سیّد شفیع الدین احمد

(سابق چیریٹی کمشنر حکومتِ مہاراشٹر، ممبئی)

شاہنواز خان وسیم جمالی

(ایم اے، بی ایڈ، بی پی ایڈ)

کتاب کا نام	:	نورِ مجسم
مرتبین	:	سید شفیع الدین احمد، شاہنواز خان وسیم جمالی
سرورق وکمپوزنگ	:	ریاض الدین کامل
مطبع	:	کامل پرنٹرس، ٹیکہ ناگپور
سالِ اشاعت	:	۲۰۱۹ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	مرتبین اوران کے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت۔

Noor-e-Mujassam

Collection of Naats by Poets of Nagpur

Compilers & Publishers
Syed Shafiuddin Ahmed
Shahnawaz Khan Waseem Jamali

ملنے کا پتہ

سید شفیع الدین احمد، بجریا ناگپور موبائیل نمبر 9423124199

شاہنواز خان، بھانکھیڑا، مومن پورہ، ناگپور موبائیل نمبر 9420566376

انتساب

اس کے نام

کہ جس کو ربِّ کائنات نے

تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا

اور

قرآنِ مجید میں یوں رطب اللسان ہوا

وَمآ اَرسَلنٰكَ اِلاّ رَحمَتُ اللِّعالمِین (اَلقُرآن)

اس کے نام کہ کائنات کی تخلیق سے قبل جس کا نور

عرشِ معلٰی پر قائم ودائم تھا

اَوّلُ ما خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی (حدیثِ قدسی)

اس کے نام

کہ جس کی آمد سے دنیا کے تمام باطل خداؤں سرنگوں ہو گئے۔

محمد مصطفٰےؐ فیضانِ عالم
خداوندِ خداوندانِ عالم
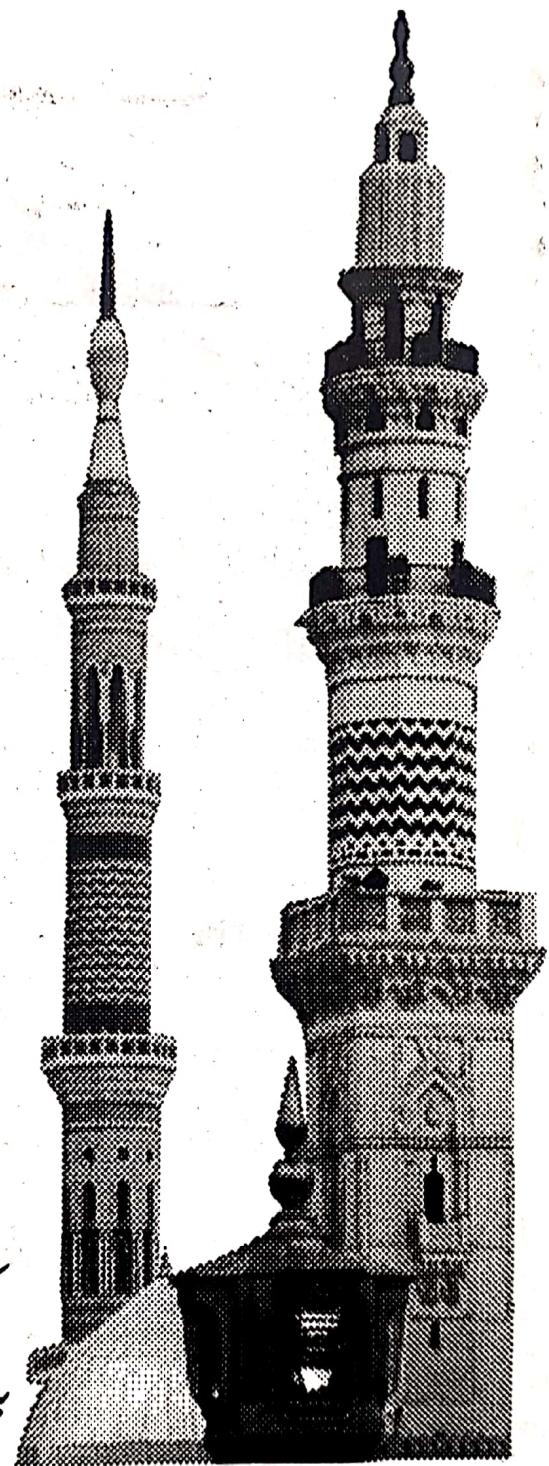
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
نورِ مُجسّم

پیش لفظ

السلام علیکم! رحمۃ اللہ و برکاتہ'

محترم آپ کے زیرِ مطالعہ مجموعہ ''نورِ مُجسّم'' شعرائے ناگپور کی نعتیہ تخلیقات کا سرورِ کائنات محمد مصطفیٰؐ کی بارگاہ میں مدحت سرائی کا نذرانۂ عقیدت ہے۔ سرکارِ دوعالمؐ کی تعریف و توصیف ان کے سراپا کا ذکر شاعری کی دنیا میں عُشّاقِ رسول کا پسندیدہ عمل ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ بارگاہِ رسالت مآبؐ میں اگر شرفِ قبولیت اختیار کرجائے تو دونوں عالم کے مختارِکل کی نظرِ التفات کا باعث بن جائے اور اس کے طفیل اور وسیلے سے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کا مرحلہ باآسانی طئے ہوجائے۔ نعت گوئی کی تاریخ دورِ نبویؐ سے جاری وساری ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ نے جب آپ کی شان میں عربی زبان میں نعت پیش کی تو سرکار نے انھیں منبرِ رسولؐ پر بٹھایا اور خود نیچے بیٹھ کر نعت سماعت فرمائی۔ صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، ائمۂ کرام، اولیائے کرام اور سلسلۂ تصوف کے ماننے والے تمام مشائخ کے نزدیک دین کے پانچ فرائضِ ارکان کے بعد سرکار کی مدح سرائی روزمرّہ کے امور میں شامل رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ مقصد واضح طور سے ظاہر ہے کہ آقا و مولاؐ کا ذکر کئے بغیر شب و روز کا گزارا ممکن ہی نہیں۔ روحانی سکون، دل کو تقویت، ذہن کو تازگی، جذب و عقیدت کے سرور میں ڈوب کر حاصل ہوسکتا ہے اور اس کا سب سے بہترین ذریعہ نعت کے ذریعے مدینے والے آقاؐ کے سراپا کی تعریف و توصیف اور اسوہ حسنیٰ کا ذکر ہے۔ شاہِ کونین کے اوصاف کا اور ان کے سراپا کا ذکر کرنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ اپنے تصورات کو بروئے کار لائیں۔ ان کی زندگی کے واقعات کو قلمبند کریں۔ ان کے حُسن کا ذکر کریں

اوراس بات کا خاص خیال رہے کہ کسی قسم کی بے ادبی سرکارؐ کی شان میں نہ ہونے پائے اور نہ غلو سے کام لیا جائے۔عقیدت ومحبت میں ڈوب کر جب آپ سرکارؐ کے سراپا کا ذکر ہوتا ہے ایسے اشعار وجود میں آتے ہیں۔ جو روحانی اعتبار سے آقاؐ کے سراپا کے حسن کا احساس دلاتے ہیں۔

رخ سے حسن صبح کا زلفوں سے شام کا
صدقہ ہے کائنات رسولِ انامؐ کا
یہ مہر و ماہ کا نور یہ تاروں کی انجمن
سب کلمہ پڑھتے ہیں اسی عنبر مشام کا (شہزاد اسدؔ)

مرحبا اے شہِ بطحہ کے بنانے والے
نور کو جسم کی تعریف میں لانے والے
تیری رحمت کے تصدّق تیری شفقت کے نثار
ہم گنہگاروں کو خوددار بنانے والے (بختیار قیسی)

یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جنابِ شیخ سعدیؒ کے تین مصرعے ہو چکے تھے چوتھا مصرع نہیں ہو پارہا تھا تو سرکارؐ نے بشارت دی اور چوتھا مصرع مکمل کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ نعت کہنا سرکارِ دوعالمؐ کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب عمل ہے۔

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع و خصالہٖ
صلّو علیہ و آلہٖ (شیخ سعدیؒ)

دنیا کی تمام زبانوں میں محمدِ عربیؐ کی تعریف وتوصیف اوران کے سراپا کا ذکر کیا جاتا ہے۔عربی کے بعد سب سے زیادہ جن زبانوں میں صنفِ نعت

پر مشق کی جاتی ہے اس میں فارسی کو اولیت حاصل ہے۔ فارسی کے ایک شاعر نے سرکار دو عالمؐ کے لاثانی سراپا اور ان کے اوصاف کو ایک شعر میں قلم بند کر کے فارسی زبان میں سرکار کی محبت وعقیدت کو یوں پیش کیا کہ شعر کے حسن کو بے مثل کر دیا۔

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس مجموعہ میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ ناگپور کے تمام نعت گو شعراء کا کلام شامل ہو جائے۔ افسوس صد افسوس ہزار کوششوں کے باوجود بھی ناگپور کے باکمال اور استاد شعراء میں سے بہت سے لوگوں کا کلام دستیاب نہ ہو سکا۔ ایسے ہی قابلِ ذکر ناموں میں پروفیسر منظور حسین شور، حیرت، خیام ہندی، ساقی جاوید، عزیز حامد مدنی، شوکت جعفری، نگار صہبائی، غمگین ناگپوری، سوامی کرشن آنند سوختہ، ڈاکٹر ایل سی رندھیر، ابراہیم خان فنا، ناسخ فاروقی، میر خورشید علی خورشید، قدرت ناگپوری، پاگل انصاری، نظیر ناگپوری، علامہ مشرقی، عظیم ناگپوری، کامل بہزادی، صوفی زین العابدین صاحب عابد، شریف اورنگ، غلام رسول اشرف، ہمدم ناگپوری، اظہر اقبال قنوجی، شبیر نہال، دلکش ناگپوری، طارق انصاری، مرزا آغا حسین وغیرہ شامل ہیں۔

ناگپور شہر کے ایک انتہائی معتبر اور مستند استاد شاعر نواب وحید اللہ خاں غازی جنھوں نے اردو کے ساتھ ساتھ فارسی اور عربی میں بھی شاعری کی ان کی نعت شومیٔ قسمت سے دستیاب نہ ہو سکی فارسی زبان میں ایک حمد اور اردو میں ایک نعت کے دو شعر دستیاب ہوئے۔ انھیں مجموعے میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ناگپور شہر سے متصل کامٹی جو علم و ادب کا ایک بڑا مرکز سمجھا جاتا ہے وہاں کے چھ اساتذہ جناب انور کامٹوی، شاطر حکیمی، مولانا ناراہی، مولانا اعجاز، اشفاق

عجمی اور روش جعفری کی نعتوں کو ازراہِ عقیدت و محبت مجموعہ میں شامل کیا گیا۔تاخیر و تقدیم میں کوئی اختلاف نہ ہو اس کے پیشِ نظر شعراء کے سنِ ولادت کے اعتبار سے مجموعے کو ترتیب دیا گیا ہے۔

اس مجموعہ کو ترتیب دینے کی ترغیب دراصل محترم سید شفیع الدین احمد صاحب (سابق پرنسپل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ، سابق چیریٹی کمشنر حکومتِ مہاراشٹر ممبئی اور موجودہ ممبر مہاراشٹر ریوینیو ٹریبیونل حکومتِ مہاراشٹر) سے ملی موصوف کا تعلق شہر کے نامور خاندان سے ہے اہلِ سادات ہونے کی وجہ سے محبتِ رسول آپ کے خانوادے کے ہر فرد کے خمیر میں شامل ہے۔آپ کے دادا حضور میر جعفر حسین صاحب موجودہ ریاست چھتیس گڑھ کے دھمتری ضلع میں انگریزوں کی حکومت کے دوران مجسٹریٹ ہوا کرتے تھے۔بہت وضع دار اور حلیم الطبع طبیعت کے مالک تھے۔اس زمانے میں زمین کی رجسٹری کے اختیارات مجسٹریٹ کے پاس ہوا کرتے تھے۔ایک غریب بیوہ کے پاس رجسٹری کی فیس ادا کرنے کے پیسے نہیں تھے۔غریب پرور ہونے کی وجہ سے آپ نے اس سے رجسٹری کی فیس نہ لی اور منشی سے کہا اس کے واجبات میری تنخواہ میں سے ادا کردیئے جائیں ۔انگریز حاکم کو یہ بات ناگوار گزری اس نے انھیں وجہ بتاؤ نوٹس جاری کردیا۔آپ نے غصے میں آکر منصف کی نوکری کو خیر باد کہہ دیا اور ریلوے کے ٹھیکیدار بن گئے ۔ریلوے سلیپر کا کام آپ نے شروع کیا جس کے لئے لکڑیوں کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔بستر کے جنگلوں میں رہنے والے قبائلیوں کو روزگار مہیا ہوگیا اور وہ آرہ نسل کے نام سے مشہور ہوگئے اور جعفر حسین صاحب ان کے درمیان اس قدر مقبول ہوئے کہ آج بھی اس قبیلے کے لوگ جب اپنے بچوں کو آرے کے کام پر لگاتے ہیں تو ان کے نام کا ناریل پھوڑ کر کام کی ابتداء کرتے ہیں ۔ شفیع الدین صاحب کے نانا حضور شہر ناگپور کی عظیم شخصیت بیرسٹر یوسف شریف صاحب مرحوم ہیں۔آپ وسط ہند کے پہلے مسلم

بیرسٹر تھے۔آپ کے دینی، ملی، سیاسی اور سماجی رتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ سینٹرل پروینس اینڈ برار صوبہ کے دوبار کابینی وزیر رہے۔وزیرِ قانون اور وزیرِ تعلیم کی حیثیت سے آپ نے آزاد بھارت کے دورِ حکومت میں اپنی شخصیت کا لوہا منوایا۔شہر ناگپور کے وسط میں واقع محمد علی سرائے کی عظیم الشان عمارت اور مسجد ضلع کچہری ان کی قائم کردہ یادگار ہیں۔محمد علی سرائے کا قانون بھی انھوں نے ترتیب دیا جس کے نتیجے میں شہر کی ہر مسجد کا نمائندہ یہاں منتخب ہو کر مرکزی تنظیم کمیٹی کا رکن بنتا ہے۔محمد علی سرائے اور جامع مسجد کے درمیان واقع محمد علی سرائے کے زیرِ انتظام طلباء کا ہوسٹل اور اردو ہائی اسکول بیرسٹر یوسف شریف صاحب کے نام سے موسوم ہے۔

شفیع الدین احمد صاحب کے والدِ مرحوم سید ریاض الدین صاحب کا شمار ناگپور شہر کے نامور وکیلوں میں ہوا کرتا تھا۔ان کی پیدائش میلاد شریف کی مجلس کے آخر میں صلوٰۃ وسلام کے وقت ہوئی تھی۔ان کی رہنمائی میں نعتیہ منقبتی مشاعرے، قرآن خوانی اور میلاد کے جلسے معمولات میں شامل تھے جن کا سلسلہ ۱۹۳۵ء سے لے کر ان کی وفات ۲۰۰۲ء تک چلتا رہا۔اس سلسلے میں ایک خاص بات تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ناگپور میں جلوسِ سیرت النبیؐ کی ابتداء ایڈوکیٹ سید ریاض الدین صاحب، قاضی بدر الدین صاحب، قاضی سراج الدین صاحب اور قاضی منیر الدین صاحب کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔پہلے سیرت النبیؐ کے جلوس کی قیادت جناب مفتی عبد الرشید خاں صاحب اور مولانا حسن خاں جھر جھری نے کی تھی۔

ناگپور میں ہونے والے کل ہند مشاعروں کے دوسرے دن ریاض الدین صاحب کے دولت خانہ پر تمام شعراء کی دعوت اور مخصوص شعری نشست لازمی ہوا کرتی تھی۔آپ کی علالت کے پیشِ نظر ان کے دونوں صاحب زادگان سید سیف الدین صاحب (سابق سپرنٹنڈنٹ سینٹرل

ایکسائز) اور سیّد شفیع الدین صاحب نے اس روایت کو برقرار رکھا اور تا حال ان کے دولت خانہ پر نعتیہ اور منقبتی محفلیں اور صلوٰۃ وسلام کی مجلسیں ہوتی رہتی ہیں۔ سیّد سیف الدین صاحب کے گھر پر قصیدۂ بُردہ کی محفل کا اہتمام قابلِ ذکر ہے۔ مشہور بزرگ حضرت امام صالح شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن حسن البوصیریؒ کا تحریر کردہ سرکار کی شان میں منظوم قصیدہ جس کے تعلق سے یہ روایت مشہور ہے کہ جناب البوصیری جب فالج کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ آپ کو اسی رات شاہِ کونین کی بشارت ہوئی اور آقا و مولاؐ نے آپ کے جسم پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور اپنے ہاتھوں سے ایک چادر اڑھا دی اور حضرتِ البوصیری کو با آوازِ بلند قصیدہ پڑھنے کا حکم دیا۔ قصیدہ پڑھنے کے دوران ہی آپ کا مرض دور ہو گیا۔ فالج کا اثر جاتا رہا اور مکمل صحت مند ہو گئے۔ اسی قصیدۂ بُردہ کی محفل سیّد سیف الدین صاحب کے گھر پر نہایت اہتمام کے ساتھ منعقد ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ نمک گنج کی مسجد میں موجود مشہور بزرگ سیّد حسام الدین عرف مولوی گل محمد صاحبؒ کا مزار واقع ہے۔ وہ آپ کے جدِّ امجد ہیں۔ سیّد حسام الدین صاحب کے خاندان سے تعلق رکھنے والے افراد ہی وہاں متولی رہتے ہیں۔ ہر سال ان کے عرس کے موقع پر نمک گنج کی مسجد میں نعتیہ محفل اور نذر و نیاز کا اہتمام ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ عشقِ رسولؐ اور آلِ رسولؐ سے عقیدت اس گھرانے کا خاصہ ہے اور اسی عقیدت اور محبت کی وجہ سے سرکارِ دوعالم کی مدح سرائی کے لئے محفلوں کا انعقاد ہوتا رہتا ہے۔ اور انوارِ رحمت کی بارش سے اس گھرانے کے افراد اور حاضرین فیضیاب ہوتے رہتے ہیں۔ سید سیف الدین صاحب اور سید شفیع الدین صاحب کچھوچھہ شریف کے مشہور بزرگ اور صوفی جناب مختار اشرف صاحب سے بیعت ہوئے بعد ازاں برار کے مشہور و معروف صوفی بزرگ عبدالمجید کشفی عرف رہبر علی شاہ بابا (امراوتی) سے طالب ہوئے اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے شرابور ہو کر کامیابی و کامرانی کی منزلوں کی

جانب رواں دواں ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر ان کی خدمتوں اور نسبتوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

میرے والدِ مرحوم محمد اسحاق خان ٹھیکیدار ریاض الدین وکیل صاحب کے خاص دوستوں میں ہوا کرتے تھے اور ان کے ساتھ مل کر تمام دینی اور سماجی کاموں میں شانہ بشانہ شامل ہوتے رہے۔ اسی نسبت کا کرم ہے کہ میرے بڑے بھائی شہزاد اسد مرحوم کی دوستی ریاض الدین صاحب کے بڑے صاحبزادے سیّد سیف الدین صاحب کے ساتھ ان کی وفات تک قائم رہی دونوں انجمن اسکول اور کالج کے زمانے میں ہم جماعت رہے اور دونوں نے اپنے اجداد کی دوستی کی محبت اور روایتوں کو برقرار رکھا۔ شہزاد اسد کے انتقال کے بعد دونوں برادران نے مجھ احقر کے سر پر اپنا دستِ شفقت رکھا اور مجھے اپنے چھوٹے بھائی کی طرح سمجھتے ہیں۔ غرض یہ کہ نعت و میلاد کی محفلوں کا انعقاد کئے بغیر ان کے گھروں میں کسی کام کی ابتداء نہیں ہوتی ہے اور مدینے والے آقاؐ کا لطف و کرم، جود و سخا حاصل کرنے کی مسلسل کوششیں ہوتی رہتی ہیں جو کہ حاضرینِ محفل کے دلوں میں محبتِ رسولؐ کو تقویت پہونچانے کا باعث بنتی ہیں۔

بقول شاعر

تمہارا ذکر ہونٹوں پر تلاوت سے ذرا کم ہے
محبت سے زیادہ ہے عبادت سے ذرا کم ہے

راقم الحروف کے ساتھ سیّد زادگان کی وابستگی محبتِ رسولؐ اور عقیدتِ اہلِ بیت کے تصرف سے قائم و دائم ہے۔ اسی لئے ہر محفل کے انعقاد کے لئے مجھے حکم دیا جاتا ہے۔ جس کا پورا کرنا میرے لئے لازمی ہوتا ہے۔ اس عقیدے کے ساتھ کہ پنجتن پاک کی بارگاہ میں میری کوششیں بھی شرفِ قبولیت حاصل کرلیں۔ اور اس عمل میں حصہ دار بننا میں اپنے لئے باعث مسرّت اور خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔

میرے برادرِ مرحوم غلام محی الدین خان شہزاد اسدؔ جو ناگپور کے شعراء میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے ان کی صحبت اور ان کے استادِ مرحوم طرفہ قریشی بھنڈاروی صاحب سے میری ذاتی نسبت اور ہمشیرۂ مرحومہ شمس النساء قمر پٹیل (سابق رکن مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی) کی اردو زبان پر دسترس اور ان کی صحبت وقربت سے حاصل تربیت کے باعث معمولی اردو جاننے والے اس طالبِ علم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ زیر و زبر اور پیش وتشدید کی کمپوزنگ پر بھی خصوصی دھیان دیا جائے۔ کیونکہ اکثر مجموعے ان غلطیوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور پڑھنے والے صحیح لفظ نہیں پڑھ پاتے جس سے شعر کا وزن ضائع ہوجاتا ہے اور لوگ شعر کے صحیح مفہوم تک نہیں پہونچ پاتے کیونکہ ذراسی غلطی شعر کے مفہوم کو بدل دیتی ہے یا غیر واضح کردیتی ہے باوجود اس کے اگر کمپوزنگ یا پرنٹنگ میں کوئی خامی یا کمی رہ گئی ہو تو یہ ناچیز معذرت کا طلب گار ہے۔ ڈاکٹر شرف الدین ساحلؔ صاحب' خواجہ غلام السیدین ربانی صاحب، مشتاق احسنؔ صاحب اور جمیل احمد جمیلؔ، ریاض الدین کامل صاحب نے مجموعہ کی تکمیل کے لئے کئی شعراء کی نعتیں دستیاب کروائیں۔ لہٰذا میں ان تمام صاحبان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس دِقّت طلب کام کو انجام دینے میں اپنا وقت صرف کیا۔ میں اپنی اس تحریر کو ان الفاظ کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہوں کہ شعرائے ناگپور کی عقیدت ومحبت کا یہ نذرانۂ عقیدت دربارِ رسالت مآبؐ اور خداوندِ کریم کی بارگاہِ فضیلت مآب میں شرف قبولیت اختیار کرجائے۔ اور انشاء اللہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، برکتوں اور رحمتوں کا نزول تمام نعت گو شعراء کے جملہ آباء واجداد اور متعلقین اور مرحومین پر ہوجائے۔ اس امید ودعا کے ساتھ آپ کی دعاؤں کا طالب۔

شاہنواز خان وسیمؔ جمال

مورخہ یکم رستمبر ۲۰۱۹ء

بمطابق ۱۹ رربیع الاول ۱۴۴۰ھ

حق گوئی

شہر ناگپور کی ادبی تاریخ اُتنی ہی پرانی ہے جتنی اس شہر کی بنیاد۔ انیسویں صدی کے اخیر میں اور بیسویں صدی کے اوائل میں یہاں ملک گیر شہرت یافتہ کئی شعراء ہوئے ہیں۔ بالخصوص عادل ناگپوری، مولانا ناطقؔ گلاؤٹھوی، طرفہؔ قریشی، آزر سیمابی، مرزا ظفر، نواب غازی آف گیوردھا، رواںؔ جونپوری، حمیدؔ ناگپوری، بشیر خاں مانیؔ، فروغ نقاش، مولانا اکبر علی، ڈاکٹر منشاء الرحمن خاں منشاء جیسے شعراء نے یہاں ادب کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کر کے صفحۂ ہستی پر اس شہر کا نام روشن کیا۔

مولانا ناطقؔ یوں تو کامٹی میں پیدا ہوئے جو شہر ناگپور سے متصل ایک چھوٹا قصبہ اور ضلع ناگپور کی تحصیل بھی ہے۔ مولانا ناگپور میں پلے بڑھے، تعلیم حاصل کی اور بچپن سے بزرگی تک کا سفر اسی شہر میں طئے کیا یہ الگ بات ہے کہ انھوں نے اپنے تخلّص کے ساتھ اپنے آبائی وطن کا نام کبھی جدا نہیں ہونے دیا۔ ان ہی کی طرح اس شہر کی سرزمیں پر پیدا ہونے والے اور بھی کئی شعراء ہوئے ہیں جنھوں نے تمام عمر یہیں گزاریں۔ اسی شہر کے خمیر سے فیضیاب ہوئے اور اسی شہر کی خاک کے سپرد ہوئے لیکن اپنے نام کے ساتھ اپنے آبائی شہر کا نام ہی جوڑے رکھا جیسے طرفہؔ قریشی بھنڈاروی، نواب غازی آف گیوردھا، رواں جونپوری وغیرہ۔ بہر حال مولانا ناطقؔ اور طرفہؔ قریشی نے اپنی ادبی مہارت سے ناگپور کو ملک کے ہر خطے میں پہچان دلائی۔

ادبی فضا کی خوشگواری کے باعث یہاں کے ماحول میں جہاں ایک طرف اچھے نثر نگار پیدا ہوئے وہیں ایسے پختہ شعراء بھی منظرِ عام پر آئے جو پورے ہندوستان میں اپنے فن کا لوہا منوانے میں کامیاب رہے۔

اردو کے ساتھ فارسی میں بھی قادرالکلامی سے اشعار کہنے والے شعراء یہاں موجود تھے جن میں عادلؔ ناگپوری، نواب غازی، مولانا ناطقؔ، علامہ مشرقی، میر خورشید علی خورشید، مولانا اکبر علی، مولانا مصطفےٰ شائقؔ اور عرفان قنوجی کے نام سرِ فہرست ہیں۔

یہاں متعدد تنظیموں اور اداروں کے زیرِ اہتمام ادبی محفلیں، شعری نشستیں، مقامی و کل ہند مشاعرے اکثر و بیشتر ہوتے رہتے ہیں۔ شعراء کی روزانہ کی ملاقات میں تبادلۂ خیال، تبصرے اور ادبی گفتگو نے فضا کو ہمیشہ ساز گار بنائے رکھا جس کی وجہ سے شعراء کی اچھی طرح مشق جاری رہی نتیجہ میں نئے شعراء کی آمد کا سلسلہ بھی مسلسل جاری ہے۔

سنترہ ایک مسلّم پھل دکھائی دیتا ہے لیکن اس کے اندر کئی پھانکیں دائرہ نما شکل میں ایک دوسرے سے جڑی ہوتی ہیں اور سنترے میں کئی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سنترے کے شہر کے شعراء بھی اپنے آپ میں کئی صلاحیتیں سموئے ہوئے ہیں۔ ان کا قلم چند مخصوص اصناف پر ہی نہیں بلکہ ہر صنفِ سخن پر جاری و ساری نظر آتا ہے۔ غزل، گیت، نظمیں، قطعات، رباعی۔ دوہے وغیرہ کثیر تعداد میں دستیاب ہیں۔ فروغ نقاش نے تو طویل داستان 'شاہنامۂ ہند (منظوم ترجمہ 'مہابھارت') کی شکل میں ملک کے سامنے ایک شاہکار پیش کیا ہے۔

ظریفؔ مرادآبادی نے یہاں کے نومشق شعراء کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے ایک شعر کہا تھا ملاحظہ فرمائیں۔

ناگپوری شہ سواروں سے لڑو گے کیا ظریفؔ
جب یہاں کے سنتروں نے دانت کھٹے کر دیئے

اسی طرح نظیر بنارسی نے جب اس شہر کی ادبی فضا پر نظر ڈالی تو انھوں نے کہا۔

بھکے اگر تو ڈس لئے جاؤگے اے نظیر
یہ کوئی اور شہر نہیں ناگ۔پور ہے

یہ دونوں اشعار ذو معنی لیکن حقیقت سے قریب تر ہیں۔ظریف مراد آبادی اور نظیر بنارسی کی کسوٹی پر موجودہ دور میں بھی شہر ناگپور کے متعدد شعراء کھرے اترتے ہوئے ادبی خزانے میں اضافہ کر رہے ہیں جو نقشِ روشن کی طرح تاباں ہیں۔

اصنافِ شاعری میں سب سے مشکل صِنف نعت گوئی ہے۔رسولِ اکرمؐ کی ذات مبارک اور ان کی سیرت کو اشعار میں بیان کرنا کوئی آسان کام نہیں۔نعت شریف کہتے وقت حضور اکرمؐ کی ذات مبارکہ، رتبہ، کردار و اعمال، بیانات و تعلیم تمام باتیں ملحوظِ خاطر رکھنا نہایت اہم ہے اگر ان میں سے کسی ایک میں بھی کمی بیشی ہوئی تو حضورؐ کی شان میں گستاخی کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے اور ذرا سی لغزش سے ایمان خطرے میں پڑ سکتا ہے۔اس لئے کئی شعراء نعتِ پاک کہنے سے بچتے نظر آتے ہیں۔

ادبی اعتبار سے اس زرخیز زمین پر اکثر طرحی محفلیں سجائی جاتی ہیں۔طرحی نعتیہ مشاعرے بھی ہوتے ہیں جو تمام شعراء کو کلام کہنے کا موقع فراہم کرتے ہیں اور نئے شعراء کی بھی مسلسل مشق ہوتی ہے۔شعراء نے جس آن بان سے دیگر اصناف میں شاعری کی اسی آب و تاب سے نعت و مناجات، مناقب و سلام غرض مذہبی شاعری و اصلاحی شاعری میں بھی منفرد مقام حاصل کیا۔ماحول کی پختگی کا اثر ہے کہ اساتذہ اور کہنہ مشق شعراء ہی نہیں بلکہ نو مشق اور مبتدی شعراء بھی نعتیہ و منقبتی شاعری میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔اس لئے یہاں

تمام شعراء کے پاس تقریباً سبھی اصنافِ سخن میں کلام ملتے ہیں۔

متعدد شعراء و ادباء کے علاوہ بے شمار با ذوق اور ادب فہم شائقین بھی پائے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مشاعروں کے سامعین اور رسالوں اور اخبارات کے قارئین کی ایک فوج موجود ہے جو شعراء و ادباء کی حوصلہ افزائی کرنے میں دریادلی کا مظاہرہ کرتی ہے۔اس شہر کے ادبی مزاج کا ہی اثر ہے کہ بالخصوص شاہنواز خان صاحب، سیشن جج محترم سید شفیع الدین احمد صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ایک مجموعہ زیورِ طبع سے آراستہ کیا جائے۔ یہ مبارک خیال آتے ہی نورِ ایماں کی تابانی دل کے راستے ذہن کو روشن کرگئی اور پاکیزہ ارادہ ہوا کہ ناگپور شہر کے تمام شعراء کا ایک نعتیہ مجموعہ ترتیب دے کر دربارِ رسالت مآب ؐ میں نذرانہ عقیدت و محبت کے ساتھ پیش کیا جائے۔اس کے لئے شاہنواز خان صاحب تقریباً آٹھ دس مہینے مسلسل محنت کرتے رہے۔اس مجموعہ میں وہ شعراء بھی شامل کئے گئے ہیں جنھیں خاک نشین ہوئے زمانے گزر گئے۔ نومشق اور مبتدی شعراء کی حوصلہ افزائی بھی ضروری ہے اس لئے انھیں بھی اس مجموعہ میں جگہ دی گئی ہے جو ایک خوش آئند فعل ہے۔

مجموعہ کے مطالعے سے آپ کے دل میں بھی عشقِ رسول ؐ ضرور تازہ ہوگا اور ایمان کی پختگی میں اضافہ ہوگا۔انشاءاللہ یہ احساس بھی ہوگا کہ شعرائے ناگپور عقیدت و محبت کے سمندر میں غوطہ لگا کر نعتیہ کلام پر قلم اٹھاتے ہیں۔

حضور اکرم ؐ کی ذاتِ مبارکہ کو نگاہوں میں بسا کر کردارِ مصطفیٰ ؐ کا مطالعہ کرتے ہوئے مولانا ناطق کہتے ہیں۔

جہاں حاجت نہ تھی اس کی وہاں سایہ نہ تھا قد کا
خدا رکھے ہمارے سر پہ ہے سایہ محمد ؐ کا

ہندوستان کے متعدد شعراء نے اپنے کلام میں درِ رسولؐ پر دم توڑنے کی خواہش ظاہر کی لیکن ہمارے نبیؐ رحمت اللعالمین ہیں اس لئے شہر ناگپور کی سر زمین سے طرفہ قریشی کہتے ہیں۔

درِ رسولؐ پہ مرنے کی آرزو کیسی
حیات مانگ کے لائیں گے ہم مدینے سے

ساؔلم ناگپوری اس ترقی یافتہ دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو انھیں اس میں بربادی ہی نظر آتی ہے لیکن دوسرے ہی پل حضورِ اقدسؐ کے اسمائے حسنیٰ پر نگاہ جاتی ہے تو بے ساختہ کہتے ہیں۔

اک نام مصطفیٰؐ ہے جو بڑھ کر گھٹا نہیں
ورنہ ہر اک عروج میں پنہاں زوال ہے

آقاؐ کی محبت وعقیدت کے سمندر میں جب شہزاد اسؔد غوطہ لگاتے ہیں تو ان کے منفرد انداز میں اشعار کی صورت حضورؐ کی فضیلت اس طرح بیان ہوتی ہے۔

ہے خدا واحد تو یکتا ہیں محمد مصطفیٰؐ
عبدیت میں سب سے تنہا ہیں محمد مصطفیٰؐ

اے زمیں تو کیا اٹھائے گی مرے آقاؐ کے ناز
نازشِ عرشِ معلّٰی ہیں محمد مصطفیٰؐ

کون ہے کونین میں ان جیسا بے نقص ودلیل
خالقِ عالم کا دعویٰ ہیں محمد مصطفیٰؐ

نعت کا ہر شعر ہمارے آقاؐ کی ذات سے منسوب ہوتا ہے جو باعثِ رحمت و برکت ہوتا ہے۔ بے شک اس مجموعے میں کئی اشعار ایسے ملیں گے جو آپ کے ایمان کو تازہ اور پختہ کردیں گے۔

شہر کے (ماضی وحال) تمام شعراء کے کلام جمع کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ انیسویں صدی سے لے کر اکیسویں صدی تک شہر ناگپور کے تقریباً تمام شعراء کے کلام اس مجموعے میں شامل کئے گئے ہیں۔ کئی شعراء ایسے بھی ہیں جن کے انتقال کے بعد ان کا پورا اثاثہ ضائع ہو چکا۔ مجبوراً ان شعراء کو شامل نہیں کیا جاسکا جن کے کلام دستیاب نہیں ہوئے۔ اس کام میں شاہنواز خان صاحب کو کئی دشواریوں کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن انھوں نے ہمّت نہیں ہاری اور اپنے احباب کی خواہش کو پائے تکمیل تک پہونچانے کے لئے بضدر ہے اور کامیاب ہوکر ہی دم لیا۔ نتیجے میں ترتیب شدہ مجموعہ ''نورِ مجسّم'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس مجموعے کی اشاعت پر انھیں مع احباب دل کی گہرائی سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ رب العزّت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اس مجموعے میں شامل تمام نعتوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور تمام شعراء، ترتیب کردہ و ناشرین کو نبی اکرمؐ کے صدقہ میں خیر وعافیت کی زندگی عنایت کرے اور شہر ناگپور کے وہ شعراء جو اس دارِ فانی سے رخصت ہو چکے ہیں ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

ریاض الدین کاملؔ
نزد بڑی مسجد، ٹیکہ، ناگپور
مورخہ ۵ رستمبر ۲۰۱۹ء

نعت رنگ

نعت گوئی بجائے خود ایک ادبی مشغلہ بھی ہے اور عبادت بھی۔ یہ ایک کیفیت کا نام ہے جو یقیناً توفیق سے ملتی ہے۔

جو عربی ادب کی تاریخ پر نظر رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ صنفِ ادب عربی شاعری سے ہی دیگر زبانوں میں مستعار لی گئی۔ سیرت النّبی مصنفہٗ ابنِ ہشام میں لکھا ہے کہ عمِ رسولؐ حضرت ابی طالب نے سب سے پہلے حضورؐ کی مدحت میں شعر کہے تھے۔ صحابہ اکرام حضرت حسّان بن ثابت، کعب بن زبیر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اوّلین نعت گو شعرا ہیں۔ حضرت حسّان بن ثابتؓ پہلے نعت گو بھی ہیں اور پہلے نعت خواں بھی۔ روایتوں میں ہے کہ حضرت حسّانؓ قبل از اسلام سے ہی شاعری کرتے تھے، اسلام قبول کیا تو رسول اللہ کی جناب با وقار میں حاضر ہوئے اور اپنی زبان، جو غیر معمولی بڑی تھی، حضورؐ کو دکھائی اور اپنی زبان دانی اور شاعری کا ذکر کیا، تب حضورؐ نے اُنھیں دعا دی اور کہا تم میری اور اسلام کی نصرت کے لئے شعر کہنا شروع کرو۔ اِس طرح حضرت حسّانؓ دربارِ نبوی کے پہلے نعت گو شاعر اور پہلے نعت خواں مقرر ہوئے۔

حضرت حسّانؓ کی نعت کے دو شعر ملاحظہ فرمائیے:

اَحسنُ مِنكَ لَم تَرَقطّ عَينِی

اَجملُ مِنكَ لم تَلِدَ النّساءُ

(آپ سے زیادہ خوب رو میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا، اور نہ آپ سے

بڑھ کر کوئی صاحبِ جمال عورتوں نے کبھی جنا)

(خُلِقتَ مُبَرّاً مِن کُلّ عَیبٍ   کَاَنّکَ قد خُلِقتَ کَما تَشاءُ

(آپ ہر طرح کے عیوب و نقائص سے مبرّا اور پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا کہ آپ اپنی حسبِ خواہش پیدا ہوئے ہیں)

مستند احادیث کی سبھی ثقہ کتابوں میں شمائلِ رسول ؐ ایک علیحدہ باب ہے جس میں حضورؐ کا سراپا، حلیہ اور چہرے کے نقوش وغیرہ بیان کیے گیے ہیں۔ عربی شعرا کے یہاں نعت گوئی کا طرز نہایت حقیقت پسندانہ ہے، وہ شمائل سے تجاوز نہیں کرتے اُن کے ہاں مبالغہ اور ادعا نہیں ہوتا۔ وہ حضورؐ کا مرتبہ اور بیان کی حد، دونوں کا پاس رکھتے ہیں۔

جہاں تک فارسی زبان میں نعت گوئی کی روایت کا تعلق ہیا دب کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اسلام کے ایران پہنچنے کے بعد ہی ایران میں نعت گوئی رواج پا سکی۔ فارسی کے مشاہیر شعرا جیسے سعدیؔ شیرازی، حافظؔ شیرازی، مولانا رومیؔ، شیخ سنائیؔ، فریدالدین عطّارؔ، عبدالرحمٰن جامیؔ اور عرفیؔ شیرازی نے اور سبکِ ہندی کے امیر خسروؔ، مرزا غالبؔ اور شیخ اقبالؔ جیسے شعرا نے فارسی زبان میں نعتیں لکھ کر فارسی ادب کو ایک نئی عظمت عطا کی۔

عرفیؔ شیرازی کا تو مسلک ہی یہ رہا کہ:

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب   ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی است

عبدالرحمٰن جامیؔ کے یہ نعتیہ اشعار رہتی دنیا تک زباں زدِ عاشقانِ رسولؐ رہیں گے:

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر   من وّجھك المنیر لقد نوّر القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اردو میں آ کر نعت گوئی ایک اعتبار سے زیادہ متنوع ہوگئی۔ کیوں کہ اِس میں وہ رنگ بھی آ گئے ہیں جو عجم کی روایات کا خاصہ ہیں۔ اردو میں نعت گوئی کا آغاز سب سے پہلے دکن میں ہوا۔ دکن میں قدیم مثنویاں لکھی گئیں اُن میں حمد اور نعت کے اشعار بھی ہوتے تھے۔ نویں صدی ہجری میں فخرالدین نظامی نے اپنی مثنوی 'کدم راؤ پدم راؤ' میں نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ دسویں صدی ہجری میں گجرات کے صوفی شاعر خوب محمد چشتی نے جو مثنوی 'خوب ترنگ' اور اُس کی شرح 'امواج خوبی' لکھی اُس میں بھی نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ دکن کے پہلے صاحبِ دیوان شاعر سُلطان قلی قطب شاہ (۱۵۶۵ تا ۱۶۱۱ء) نے اپنے کلام میں نعت گوئی کی مستقل حیثیت قائم کی۔ اُن کے دیوان میں میلاد النبی پر ۶، بعثتِ نبوی پر ۵، شبِ معراج پر ایک نظم اور ۵ نعتیہ غزلیں اور کئی نعتیہ رباعیاں ملتی ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری میں ملاّ وجہی اور ملاّ نصرتی کے علاوہ سبھی شعرا نے نعت رسول پاکؐ کے میدان میں طبع آزمائی کی۔ ولی دکنی کا نعتیہ کلام اردو نعت کے ارتقائی سفر میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ شمالی ہند میں مرزا محمد رفیع سوداؔ نے باضابطہ نعت گوئی کی ابتدا کی۔ اُن کے بعد غلام ہمدانی مصحفی، مومن خاں مومنؔ، کرامت علی شہیدؔ، سیّد محمد محسنؔ کاکوروی، امیرؔ مینائی، مولانا حالیؔ، مولانا شبلی، مولانا احمد رضاؔ خان بریلوی، جلیلؔ مانک پوری اور حفیظ جالندھری قابلِ ذکر نام ہیں جن کے قلم نے مدحتِ رسولؐ میں قرطاس پر سرخم

کیا۔ ماضی قریب میں ماہرالقادری، عامرعثمانی، مظفروارثی وغیرہم نے بھی نعت گوئی میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

اردو نظموں میں مثنوی، قطعات، خمسہ، مسدّس وغیرہ کی ہیئت کے علاوہ جب غزل کے پیرائے میں نعتیں کہی گئیں تو اُن میں محبوب کے جمال وجلا لکے پرتو اور عشق میں فدائیانہ اسلوب کے رنگ بھی جھلکنے لگے اور ارادی وغیرارادی طور پر شفاعت کی اُمید اور ادعا سے سرشار مناجاتی اشعار بھی جگہ پانے لگے۔ کارِ مطلوبہ تو مدحت تھا لیکن عشق ومحبت نے اُس میں تمنّا کا رنگ بھر کر تصویر کی زیبائی اِس قدر بڑھادی کہ محبوب اور محبّ ایک ہونے لگے۔ ایک اور عنصر برِّصغیر کے اردو شعرا کا شاملِ حال تھا، وہ تھا ہجر۔ عربوں کے لئے مدینہ قریب تھا لیکن ہندوستان کے شعرا تو ہجر میں بیکل تھے، اُن کی خواہشِ دیدارِ آستاں محبوب بھی ایک وجہ تھی جو اُنھیں خود رفتگی اور وفورِ عشق میں حد سے گزرنے پر اُکساتی تھی۔ عشق کا جذبہ حدوں کو پار کرلینا چاہتا تھا اُدھر عقل اور فقہ، تعذیر سے ڈراتے تھے۔ زبان کی چاشنی نے الگ جوہر دکھائے۔ بہرحال اردو نعت گوئی اور کسی بھی زبان سے دو قدم آگے چلنے لگی۔ اِدھر قصائد اور مراثی جیسی اصناف بھی اردو میں مروّج ہورہی تھیں، اُن کے صنائع بدائع بھی متقاضی تھے کہ نعت میں جگہ پائیں۔ محسنؔ کاکوروی کا قصیدہ، نعت گویوں کی راہ ہموار کرنے والا ثابت ہوا۔ اُردو نعت گوشعرا کا ممدوح بھی جاہ وجلال، قدرت وعطا، عفو وشفاعت کی خوبیوں سے متصف ہونے لگا۔ کچھ غلو نے بھی راہ پائی۔ اب وحدانیت کی پاس داری اور شرک کی بیخ کنی کی ضرورتوں پر زور دیا جانے لگا۔ لیکن مجموعی طور

سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو کے شعرا نے وہ نعتیں کہی ہیں جو عالمی ادب کے شاہکاروں سے آنکھ ملا کر بات کر سکتی ہیں۔

ناگپور اِس سلسلے میں خوش قسمت رہا کہ یہاں داغؔ دہلوی کے دبستان کے براہِ راست اور بالواسطہ کئی اساتذہ سکونت پذیر ہوئے جن کے دم سے شعری روایات کی بنیادیں بہت مستحکم ہوئیں۔ اِن اساتذہ میں سیمابؔ اکبر آبادی اور ابرؔ احسنی گنوری کے شاگردان بھی شامل رہے۔ اِن اساتذہ اکرام نے اپنے شاگردوں سے جو کڑی مشقیں کروائیں اور اصلاح کا جو معیار مقرر رکھا اُس سے کمزور اظہارِ بیان کے لئے جگہ ہی باقی نہیں رہی، جو شاید نعت گوئی کے میدان میں قابلِ قبول نہ ہوتی۔ یہی وجہ تھی کہ دیگر اصناف کے ساتھ نعت گوئی بھی ناگپور میں خوب پروان چڑھی۔ ہم یہ یقینی طور سے کہہ سکتے ہیں کہ ناگپور کے شعرا نے غزل کی زلفوں کی مشاطگی کے ساتھ ساتھ نعت گوئی میں بھی نام پیدا کیا ہے اور وہ اِس میدان میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ عادلؔ ناگپوری سے لے کر اِس مجموعے کے آخری شاعر تک کی تخلیقات اِس دعوے کا ثبوت مہیا کرتی ہیں۔ فکرِ رسا، مضمون آفرینی، اُسلوبِ نگارش اور بات کہنے کے انداز سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ناگپور کے شعرا کا یہ مجموعۂ نعت نورِ مجسّم ایک ادبی دستاویز ہے جو فنِ شعر گوئی اور عشقِ رسولؐ دونوں کا غمّاز ہے۔ مختلف شعری اُسلوب اور لہجوں کے خانوں بانٹ بھی دیے جائیں تو یہاں کے شعرا کے کلام کی تاثر انگیزی میں کسی طرح کی کمی واقع ہوتی نظر نہیں آتی، یہ ایک بڑی بات ہے۔

ایک شاعر کی حیثیت سے مجھے خوب اندازہ ہے کہ غزل گوئی اور بات

ہے اور نعت گوئی اور بات۔ لفظی بازی گری سے نعتیں نہیں ہوتیں۔ دل میں جب تک عشقِ رسولؐ سے ایک کیفیت نہیں پیدا ہوتی، شعر نہیں ہوتے۔ اچھی غزلیں کہنے والوں کے یہاں اچھی نعتیں بھی ہو جائیں یہ کلیہ نہیں ہے۔

نعت گوئی عشق کا معاملہ ہے۔ اِس سلسلے میں اردو کے ایک اُستاد شاعر نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ:

میاں یہ عشق ہے اور آگ کی قبیل سے ہے
کسی کو خاک بنائے، کسی کو زر کر دے

میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ قوّت گویائی اللہ کی عطا کردہ نعمت ہے۔ جب کوئی شاعر اُس کے محبوب کی مدحت میں زبان کھولتا ہے تو اللہ اُس کی مدد ونصرت بھی کرتا ہے۔ یہ بات سعدی شیرازی کے واقعے سے ثابت ہے جس میں تین مصرعوں پر رُکی ہوئی بات کو، خواب میں سرکارِ دو عالمؐ نے بشارت کے ذریعے چوتھا مصرعہ صلّ علیہ و آلہ سُجھا کر، پوری کروائی تھی۔ یاد رکھیے، اللہ کے حبیب کی مدحت لکھنے والے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نظر میں رہتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اِس مجموعے کے شعرا اور مرتّبین کو اللہ تبارک وتعالیٰ، بروزِ قیامت حضورؐ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

خواجہ غلام السیدین
سابق ڈائریکٹر محکمہ آثارِ قدیمہ، ناگپور

غلام محی الدین خان شہزاد اسد

ولادت: ۱۹۵۱ء

قدم قدم پہ نگاہوں کا ہم سفر تو ہے
چمن چمن ترا جلوہ سحر سحر تو ہے

مری حیات کی ہے تیری معرفت معراج
مرے شعور کے طائر کا شاہ پر تو ہے

کہاں نہیں ہے ترے حسنِ ذات کا پرتو
شجر شجر تیرا جلوہ حجر حجر تو ہے

یہ دسترس یہ تصرّف اے شہ نشینِ فلک
رگِ گلو سے ہماری قریب تر تو ہے

محیط عالمِ کل پر ہے تیرا اک لمحہ
طویل ہو کے بھی کس قدر مختصر تو ہے

گمان و فہم کا ابلیس مانگتا ہے دلیل
کوئی دلیل نہیں نہ سہی مگر تو ہے

حق اہلِ حق کو ملے گا ضرور اے آقا
یقیں اسد کو ہے میزانِ عدل پر تو ہے

نواب وحیداللہ خاں غازی آف گیوردھا

ولادت ۱۹۰۷ء

خاکِ ذلیل ام بہ فضیلت بلند ساز
دیدم بسے کہ ساختۂ کوہ کاہ را

پیکاں بہ سینہ ام بہ رہا از امید و بیم
بر آر از جگر خلشِ اِشتباہ را

از ما قصور آید و عفوِ خطاز تو
روزِ جزا بنار بیفکن گناہ را

نورِ ازل بچشم نماتا نہ بنگرم
ایں حسنِ بے بقا کہ فریبد نگاہ را

یارب رساں بجائے قیامم کہ نیست کس
رہبر بجز تو غازیِ گم کردہ راہ را

نعتیہ اشعار

بندے جو تجھے عشقِ رسولِ عربی ہے
خالق سے رقابت ہے یہ کیا بے ادبی ہے
کیا جام دیا صلِّ علیٰ ساقیِ کوثر
پھر مجھ کو وہی آرزوئے تشنہ لبی ہے

غلامانِ مصطفےٰ

ایڈوکیٹ سیّد ریاض الدین صاحب مرحوم

غلام محی الدین خان شہزاد اسعد صاحب مرحوم
صدر مدرس مولانا آزاد ہائی اسکول
(تھانے مہاراشٹر)

سیّد سیف الدین احمد
(سابق سپرنٹینڈنٹ سینٹرل ایکسائز)

سیّد شفیع الدین احمد
(سابق چیریٹی کمیشنر حکومت مہاراشٹر ممبئی)

شاہ نواز خان وسیم جمالی
(ایم اے ۔ بی ۔ ایڈ ۔ بی ۔ پی ۔ ایڈ)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جامؔی

زرحمت کُن نظر، بر حال زارم یا رسول اللہ
غریبم، بے نوایم، خاکسارم یارسول اللہ

زِداغِ ہجرِ تو کے دِل فگارم یا رسول اللہ
بہارِ صد چمن در سینہ دارم یارسول اللہ

تُوئی تسکینِ دل، آرامِ جاں صبر و قرارِ من
رخِ پُرنور! جانِ بے قرارم یا رسول اللہ

تُوئی مولائے مَن، آقائے مَن، والیِ جانِ من
تُوئی دانی کہ جز تو کس نہ دارم یا رسول اللہ

دمِ آخر نمائی جلوۂ دیدار جامؔی را
زَ لُطفِ تو ہمیں امّید دارم یا رسول اللہ

عبدالعلی عادلؔ ناگپوری

ولادت: ۱۸۳۳ء

سبق خواں طفل ساتب سے قلم تھا نامِ احمدؐ کا
نشاں جس دم نہ حرفِ لوح پر تھا شداور مد کا
طلوعِ نیرِ وقتِ شرف جب اس کا آپہنچا
اثر طبعِ زحل میں آگیا بر جیسِ اسعد کا
عقول ونفسِ کل کا ہے سبب وہ صادرِ اوّل
ضیائے مہر یک ذرہ ہے جس کے لمعۂ خد کا
وجودِ خاص اس کا علّتِ غائیِ عالم ہے
ہوا لولاک برہاں صاف اس قولِ مسنّد کا
یدِ اعجاز سے اس کے کھلا قفلِ درِ گردوں
سرانگشتِ شہادت سے لیا جب کام مقلد کا
پسِ کل انبیا ہونے کا اس کے یہ سبب ٹھہرا
کیا حق نے اسے مسند الیہ اس جملہ مسند کا
اگرچہ تھا وہ اُمّی لیک علمِ اوّل و آخر
دلِ روشن پہ روشن تھا نہیں کچھ کام ابجد کا
شرف یابِ حرم جیسا ہوا جسمِ پدر یا رب
مدینہ ہو مقام اس عادلِؔ مشتاقِ بے حد کا

مولانا ناطقؔ گلاوٹھوی

ولادت: ۱۸۸۶ء

جہاں حاجت نہ تھی اس کی وہاں سایہ نہ تھا قد کا
خدا رکھے ہمارے سر پہ ہے سایہ محمدؐ کا

وہ نازِ نوحؑ و آدمؑ منبع علمِ لدُنّی تھا
نہ تھا فخرِ اب و جد کے لئے کچھ کام ابجد کا

دیارِ مصطفیؐ کی یاد دل کو وجہ بے تابی
یہاں ذوقِ سکوں ہے مادّہ شوقِ مجرّد کا

مقامِ لِی مع اللہ سے ندائے فقر و فخری ہے
عجب عالم ہے بحرِ معرفت میں جزر کا مد کا

نکیرین آئے ہیں لے دے کے کیا رخصت کریں ان کو
یہاں باقی ہے نام اللہ کا کلمہ محمدؐ کا

بالآخر ہو کے قائل مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ سے
ید اللہ نام رکھنا ہی پڑا ہم کو ترے ید کا

سعادت اس پہ ہے سو جان سے قربان اے ناطقؔ
تقدس کر رہا ہے خود طواف آقا کے گنبد کا

طرفہ قریشی بھنڈاروی

ولادت سنہ ۱۹۱۳ء

نفس نفس کو ہے وابستگی مدینے سے گزر رہی ہے مری زندگی قرینے سے
یہاں تک آئے ہیں تو اور دو قدم بڑھ جائیں کہ عرش دور نہیں مصطفیؐ کے زینے سے
کہاں مرا دلِ نازک کہاں فراقِ نبیؐ یہ آگ شعلے نکالے گی آبگینے سے
نکل کے حلقۂ زلفِ نبیؐ سے جائیں کہاں کہ مشک میں ہے مہک آپ کے پسینے سے
دلِ شکستہ سے لپٹی ہیں نور کی موجیں کنارا مانگ لے ساحل مرے سفینے سے
درِ رسولؐ پہ مرنے کی آرزو کیسی حیات مانگ کے لائیں گے ہم مدینے سے
میں اسمِ پاکِ محمدؐ کو دل سمجھتا ہوں نہ ہوگا دور یہ تعویذ میرے سینے سے
خرابِ عقل ہی سے لغزشیں یہ ہوتی ہیں خرابِ عشق نہیں لوٹتے مدینے سے
مرا ضمیر ہے آئینۂ جمالِ رسولؐ میں اپنے سینے کو رکھتا ہوں پاک کینے سے
میں اپنا درد جگر لے کے اب کہاں جاؤں لگا دو آپؐ کے نعلین میرے سینے سے

کسے کلام ہے اس معجزے میں اے طرفہ
کہ چاند آج بھی ہوتا ہے شق مدینے سے

اسحاق خان اسحاق

ولادت: ۱۹۰۰ء

آ کر نبیؐ نے دنیا کو پُرنور کردیا
ظلمت کدے میں کفر کو محصور کردیا

اللہ دوستوں کو بچاتا ہے کس طرح
مکڑی کا جالا تان کے مستور کردیا

کس کس طرح نوازا ہے رب نے رسول کو
جبریلؑ کو طواف پہ مامور کردیا

ٹوٹا ہے جنگِ بدر میں تعداد کا غرور
باطل کو جتنا زُعم تھا کافور کردیا

مرضی نبیؐ کی مرضیِ مولا بنی رہے
خالق نے اس اصول کو منظور کر دیا

مٹھی میں سنگ ریزوں کو گویائی بخش کر
بوجہل کے غرور کو بھی چور کردیا

اے حبش تجھ کو جانتا پہچانتا تھا کون
عشقِ بلالؓ نے تجھے مشہور کردیا

مبہوت ہوگئے شبِ اسریٰ فلک نشیں
آقا کے حسن نے انھیں مسحور کردیا

صہبائے معرفت ملی جس کو نصیب میں
عشقِ نبیؐ نے اس کو بھی مخمور کردیا

شاگرد اور بھی ہوئے اسحاق شہر میں
ناطق کے فیض نے تمھیں مشہور کردیا

حکیم واقف برہانپوری

ولادت ۱۹۰۱ء

زبانِ طائرِ دل پہ ہے نغمہ شانِ وحدت کا
تعالیٰ اللہ اک بلبل ہے یہ باغِ رسالت کا

نمونہ بن کے آئے وہ جہاں میں حسنِ قدرت کا
کھلا ذاتِ محمد مصطفیٰؐ سے نور وحدت کا

کچھ ایسا درس فرمایا شہِ دیں نے اخوت کا
نظام اک بن گیا تسبیح کی مانند ملّت کا

سرور و کیف میں ڈوبی ہوئی مستوں کی محفل ہے
پلایا ساقیٔ کوثر نے ایسا جام وحدت کا

بیانِ نورِ محبوبِ خدا کیا ہوگا واقفؔ سے
ذرا سا عکس مہر و ماہ میں جھلکا ہے صورت کا

شہادت حسین کربلائی

ولادت: ۱۹۰۵ء

وسعتِ نظر دیکھی دل کا حوصلہ دیکھا
بارگاہِ وحدت تک اپنا سلسلہ دیکھا

صورتِ محمدؐ میں نور کبریا دیکھا
آئینے کے پردے میں حسنِ آئینہ دیکھا

کھو کے رہ گیا خود ہی سرحدِ تعین میں
کیا کہوں شب اسریٰ کس کو میں نے کیا دیکھا

کیوں نہ ہم کہیں ان کو کائنات کا حاصل
عرش کی جبیں پر بھی جن کا نقشِ پا دیکھا

اس پہ اے شہادت ہے راحتِ جہاں صدقے
جس نے دل کی آنکھوں سے روئے مصطفیٰ دیکھا

حمیدناگپوری

ولادت ۱۹۰۶ء

محمدؐ محمدؐ جو وردِ زباں ہے
میسر مجھے راحتِ دوجہاں ہے

یہ اعجازِ عشقِ شہِ انس و جاں ہے
مرا دل حریفِ غمِ دو جہاں ہے

حقیقت ہے یہ قبلۂ عاشقاں ہے
مدینہ کہ سجدہ گہِ قدسیاں ہے

میں ہوں خاکِ نقشِ کفِ پائے احمدؐ
مری رفعتوں کا ٹھکانہ کہاں ہے

سراجِ منیرا کہا حق نے جس کو
مثال اس کی دونوں جہاں میں کہاں ہے

یہ اعجاز ہے عکسِ روئے نبیؐ کا
مری شاعری میں جو حسنِ بیاں ہے

حمیدِ سیہ کار بندہ ہے اس کا
جبیں پر غلامی کا جس کی نشاں ہے

منشی خلیل جونپوری

ولادت: ۱۹۰۸ء

محمد ہیں دل میں مدینہ نظر میں
ہے دونوں جہاں کا خزینہ نظر میں

مجھے جذب دل نے نظر بخش دی ہے
کہ ہیں آج شاہِ مدینہ نظر میں

نگاہوں میں ہے شاہِ بطحا کی چوکھٹ
ہے عرش معلّٰی کا زینہ نظر میں

زمانہ ہوا حجِ کعبہ کو لیکن
ہے طیبہ نظر میں مدینہ نظر میں

کوئی حسن ہو اس سے بڑھ کر تو دیکھوں
رہے رشکِ جنّت مدینہ نظر میں

خلیؔل الوداع کہہ رہا ہوں عرب کو
ہے طوفان دل میں سفینہ نظر میں

مرزا ظفر

ولادت: ۱۹۱۲ء

زہے قسمت ہوئے وہ شافع روزِ جزا پیدا
حبیب کبریا یعنی محمد مصطفیٰؐ پیدا
ہوئے بن کر ظہورِ نورِ محبوبِ خدا پیدا
سراپا نور تھے وہ اس لئے سایا نہ تھا پیدا
زمیں سے آسماں تک جشن ہے ان کی ولادت کا
ہر اک ذرّہ سے ہے اک نغمۂ صلّے علیٰ پیدا
جہاں میں اس شہہ کون و مکاں کی آمد آمد ہے
ہوئی ہے عالمِ تاریک میں جس سے ضیاء پیدا
مبارک ہو خلیل اللہ کی امید بر آئی
صفی اللہ کو ہے ناز جس پر وہ ہوا پیدا
تباہی میں سفینہ آچلا تھا آدمیت کا
ہوا فضل خدا سے نا خدا صلّے علیٰ پیدا
جہاں میں ہر طرف تھا دور دورا بت پرستی کا
یہاں ہونے لگے تھے لات وعُزّا سے خدا پیدا
یکا یک جوش آیا رحمتِ ربّ دو عالم کو
ہمارے واسطے اس نے کیا اک رہنما پیدا

مولانا عبدالغفار شمیمؔ

ولادت: ۱۹۱۴ء

جلوۂ کبریا نورِ حق مصطفیٰ سر سے پا تک فقط نور ہی نور تھا
ہیں شفیع الوریٰ شانِ صل علیٰ ہر نبی کی دعا آپ ہیں مصطفیٰ

جس نے پائی ضیاء آئینہ وہ بناسیدالانبیاء مرحبا مرحبا
تم ہونور الھدیٰ تم ہو شمس الضحیٰ تم ہو بدر الدجیٰ یہ خدا نے کہا

آپؐ خیر الوریٰ آپؐ مشکل کشا آپؐ ہی آسرا آپؐ پر سب فدا
حشر میں آپؐ سے یہ کہے گا خدا بخش دی آپ کے امّتی کی خطا

دینِ حق کا دیا گل کرے کوئی کیا جبکہ اس کی ضیاء آپ ہیں مصطفیٰؐ
نورحق باصفا آپ ہیں مصطفیٰؐ سب کے حاجت روا ہر نبی کی دعا

اے شمیمؔ حزیں آسماں اور زمیں کہہ اٹھے آپؐ ہیں اوّل و آخری
دیکھ شیدا ہوا خالق کبریا ہیں رفیقِ خدا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

محمد یعقوب ساقیؔ

ولادت : ۱۹۱۵ء

ہے خدا جب خود ثنا خوانِ محمد مصطفیٰؐ
مرحبا کیا شان ہے شانِ محمد مصطفیٰؐ

ہو رہی ہے بارشِ غفران و رحمت چار سو
غسل کر لو اے غلامانِ محمد مصطفیٰؐ

دست بستہ سرنگوں قیصر بھی ہے کسریٰ بھی ہے
اے خوشا بختے گدایانِ محمد مصطفیٰؐ

آؤ آؤ لوٹ لو دونوں جہاں کی نعمتیں
کھل گیا ہے بابِ فیضانِ محمد مصطفیٰؐ

دشمنِ دیں سامنے آئے بھلا اس کی مجال
واہ رے رعبِ فدایانِ محمد مصطفیٰؐ

جامِ کوثر بزمِ ساقیؔ میں ہے سب کے سامنے
پی رہے ہیں بادہ خوارانِ محمد مصطفیٰؐ

بشیر خاں مآنی

ولادت: ۱۹۱۸ء

دل کی تمنا، روح کا مقصد صلی اللہ علیہ وسلم
جانِ فدائے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تاباں تاباں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شامِ جہاں میں صبح کی آمد صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ رسولاں، خسروِ ذیشاں دونوں جہاں کے ایک ہی سلطاں
قصر نہ ایواں، تاج نہ مسند صلی اللہ علیہ وسلم

فقر کا الفخری فرمایا، دورِ شہی بھی کیسے گزارا
ایک ہی کرتہ، ایک ہی تہمد صلی اللہ علیہ وسلم

رہبرِ سالک، علمِ سفینہ جذب کی دولت، سینہ بہ سینہ
شمس و جنید و شبلی و سرمد صلی اللہ علیہ وسلم

خیرِ بشر ہیں، راہ گذر ہیں، ریشِ مبارک اشک سے تر ہے
سر پہ یتیموں کے مشفق ید صلی اللہ علیہ وسلم

شبنمے برگل، نغمۂ بلبل، بردرِ پاکت اے جانِ کل
حسن می گریہ، عشق می نالد صلی اللہ علیہ وسلم

بوسہ گہہِ محتاج ہوا ہے، زلفوں کی خوشبو میں بسا ہے
فرقِ نبی کا تکیہ اسود صلی اللہ علیہ وسلم

معجزۂ انگشت شہادت، مآنی دل را یاد قیادت
مثلِ قمر دو نیم می گردد صلی اللہ علیہ وسلم

ہدایت اللہ ہادی

ولادت: ۱۹۱۸ء

شہِ کون و مکاں تم ہو صدائے لا مکاں تم ہو
جہاں جبریلؑ عاجز ہیں، مرے آقا وہاں تم ہو

تم ہی سے کائناتِ دو جہاں قائم ہے دائم ہے
ازل سے کہہ رہی ہے جس کو دنیا داستاں تم ہو

ملی ایمان کی دولت ملا قرآن کا تحفہ
شریعت کی زباں تم ہو حقیقت کا بیاں تم ہو

چلے ہیں قافلہ در قافلہ میدانِ محشر میں
انھیں کیا خوف ہے جن کے امیرِ کارواں تم ہو

تمہارے پرتوِ رخ سے مہ و خورشید ہیں روشن
جہاں سے نور کی کرنیں نکلتی ہیں وہاں تم ہو

یہ ہادی بھی تو ہے آقا بھکاری آپ کے در کا
بڑھا دیں ہاتھ شفقت کا سخی بیکراں تم ہو

حاجی محمد حسن ندیم

ولادت ۱۹۱۹ء

کیا دیکھے کوئی سیدِ ابرار کی آنکھیں
رحمت گہہ انوار ہیں سرکار کی آنکھیں

شاید سر بالیں کبھی آئیں مرے آقاؐ
اے موت کھلی رہنے دے بیمار کی آنکھیں

اے غارِ حرا رشکِ قمر تھے ترے جلوے
جب نور بداماں تھیں ترے غار کی آنکھیں

ایسا نہ ہو خود اپنے سفینے کو ڈبولیں
عشقِ شہہ والا میں گرفتار کی آنکھیں

للہ ڈبو دے مجھے اے اشکِ ندامت
پیشِ درِ اقدس ہیں گنہگار کی آنکھیں

ہے مظہرِ عرفانِ خدا آپ کی سیرت
قرآن کی صورت میں ہیں سرکار کی آنکھیں

اے دستِ دعا کھینچ لے اب دامنِ تاثیر
مہجورِ مدینہ ہیں دلِ زار کی آنکھیں

اے چشمِ فلک دیکھ رسالت کے افق پر
اصحابِ نبیؐ حیدرِ کرّار کی آنکھیں

توحید کو ایثار کا معیار بنا کر
قربان رسالت پہ ہیں انصار کی آنکھیں

اکرام محبت ہے بہ شکل شب معراج
یا طالب دیدار ہیں انوار کی آنکھیں

جاتا ہوں ندیمؔ آج میں بازارِ مدینہ
بیچوں گا وہاں حسرتِ دیدار کی آنکھیں

عبدالحمید آزر سیمابی

ولادت ۱۹۲۱ء

مری نظر نے لئے بال و پر مدینے سے
حریمِ عرش کو چھو آئی دل کے زینے سے

نگاہِ خاص جو فرمائی سرورِ دیںؐ نے
تو اٹھ کے بیٹھ گیا دردِ دل قرینے سے

جو اپنے دوش پہ آذر مدینہ لے جائے
وہ موجِ درد اٹھے آج میرے سینے سے

تعمیرِ کائنات کے کام آرہا ہوں میں
دنیا سمجھ رہی ہے مٹا جا رہا ہوں میں
آذر نمازِ عشق کی معراج دیکھئے
جبریلؑ کے پروں پہ اڑا جا رہا ہوں میں

عبدالحمید رواںؔ جونپوری

ولادت: ۱۹۲۲ء

وہ ہستی سراپا آگاہِ اسرارِ حقیقت ہوتی ہے
ہر سانس بفضلِ رب جسکی پابندِ شریعت ہوتی ہے
جب سر پہ کوئی تازہ نازل ناگاہ مصیبت ہوتی ہے
قرآں کی تلاوت ہوتی ہے کثرت سے عبادت ہوتی ہے
اللہ نے سب نبیوں سے الگ بخشا ہے تمہیں اعلیٰ رتبہ
منصب پہ تمہارے شاہِ زمن جبریل کو حیرت ہوتی ہے
وہ دین پہ مر مٹنے کے لئے رہتا ہے کمر بستہ ہر دم
جس مردِ مجاہد کے دل میں ایماں کی حرارت ہوتی ہے
ہوتی ہے انھیں پھولوں میں مہک گیسوئے معنبر کی تیرے
خوش رنگ تیرے رخساروں کی جن پھولوں میں رنگت ہوتی ہے
اُس دل کی نفاست کیا کہیئے اُس دل کی لطافت کیا کہیئے
سرکارِ دوعالمؐ کی پنہاں جس دل میں محبت ہوتی ہے
محبوبِ خدا کے روضہ پر لمحہ لمحہ لحظہ لحظہ
کیا ابرِ کرم اُٹھتا ہے وہاں کیا بارشِ رحمت ہوتی ہے
بالائے فلک جتنے ہیں ملک تن من سے سجاوٹ میں ہیں لگے
کون آئے گا آخر کس کے لئے آرائشِ جنت ہوتی ہے
آئے یا نہ آئے تم کو یقیں عادت ہے ہمیں حق گوئی کی
کرتے ہیں وہی باتیں اے رواںؔ ہم جن میں صداقت ہوتی ہے

غلام احمد خاں اشہر رضوی

ولادت ۱۹۲۳ء

طیبہ کے جانے والو یہ کیسی خود روی ہے
دل مضطرب یہاں ہے اپنی تمہیں پڑی ہے

یارب کوئی علاجِ دردِ محمدیؐ ہے
ارماں تڑپ رہے ہیں حسرت مچل رہی ہے

میرے کریم آخر وہ کون سی گھڑی ہے
جب میں پکار اٹھوں وہ گنبدِ نبیؐ ہے

آخر کوئی تو صورت ہو باعثِ حضوری
ارماں بھری نظر یہ کیسی ترس رہی ہے

اے تیشۂ الم کو دل میں چبھونے والو
یہ جادہ احمدی ہے راہِ محمدیؐ ہے

اے تشنہ گانِ رحمت آؤ تو تم مدینہ
ساغر چھلک رہے ہیں رحمت برس رہی ہے

اشہرؔ بلا سے اس کی گزرے گراں کسی پر
میں ہوں مری زباں ہے نعتِ محمدی ہے

ڈاکٹر منشاء الرحمن خاں منشاء

ولادت: ۱۹۲۴ء

آپ کا ثانی اور مماثل آپ کا ہمسر کوئی نہیں
نور مجسم نور سراپا نور کا پیکر کوئی نہیں
انساں کو جینے کے سلیقے اچھی طرح سے سکھلائے
حق تو یہ ہے محسنِ انساں آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں
بعد خدا کے ہر دو جہاں میں رفعت و عظمت کا حامل
رہبرِ کامل مرسلِ برحق آپ سا سرور کوئی نہیں
قرآں سا بے مثل صحیفہ بیش بہا سوغات ہو جس کی
ایسا کرم فرمانے والا امّی پیمبر کوئی نہیں
آپ ہی کا وہ اسوہ ہے جو راہِ ہستی کا رہبر ہے
راہِ نیک دکھانے والا اس سے بہتر کوئی نہیں
درسِ اخوّت دیتے ہوئے جو ہر انساں کو بھائی بتائے
ایسا معلمؔ ایسا شکشک' ایسا ٹیچر کوئی نہیں
شام و سحر جو رکھے پڑوسی محتاجوں کا خاص خیال
ایسا سخی اور ایسا داتا دل کا تونگر کوئی نہیں
بھوک کی شدت میں جو باندھے پیٹ پہ پتھر وقتِ جہاد
ایسا صبر و رضا کا پیکر میرِ لشکر کوئی نہیں
جس کی مدح سرائی منشاءؔ قرآں میں اللہ کرے
ایسا ممدوح ایسا حبیبِ خالقِ اکبر کوئی نہیں

مولانا اکبر علی

ولادت: ۱۹۲۶ء

کِلکِ کمالِ شوق کی تحریر ہیں نبیؐ
اک شاہکارِ کاتبِ تقدیر ہیں نبیؐ

عکسِ جمالِ حسنِ ازل گیر ہیں نبیؐ
شمعِ حریمِ ناز کی تنویر ہیں نبیؐ

انسانیت کے اوج کی تدبیر ہیں نبیؐ
ہر حسن ہر کمال کی تصویر ہیں نبیؐ

دیتی ہے یہ عدالتِ انسانیت ندا
انصاف کے جہاں میں جہانگیر ہیں نبیؐ

ہے زلزلہ سے زیر و زبر ظلم کی زمیں
تاثیر ہائے نالۂ شب گیر ہیں نبیؐ

شانِ کرم نواز بلا امتیاز ہے
ہر اک کے غمگسار و خبر گیر ہیں نبیؐ

پرنور جس سے عالمِ امکاں ہوا تمام
اس نیرِ وجوب کی تنویر ہیں نبیؐ

رونق فروز کیوں نہ ہو کاشانہ دین کا
بنیادِ اعتقاد کی تنویر ہیں نبیؐ

حقانیت نواز ہیں نازاں ہے ان پہ حق
باطل کے پائے عزم کی زنجیر ہیں نبیؐ

مومن کے حالِ زار پہ غیبت کے دور میں
غمگین اشکبار ہیں دلگیر ہیں نبیؐ

آدم و نوح موسیٰ و عیسیٰ خلیلِ رب
ہر ایک کے کمال کی تصویر ہیں نبیؐ

ششدر نہ کیوں ہو آئینہ کردار دیکھ کر
اکبر خدا کے نور کی تنویر ہیں نبیؐ

فروغؔ نقاش

ولادت: ۱۹۲۶ء

دوش پہ کمبل زلفِ دوتا سا لگتا ہے
کتنا سندر چاند کا مکھڑا لگتا ہے

عظمتِ اسود بوسۂ لب سے قائم ہے
ورنہ پتھر، پتھر جیسا لگتا ہے

ممبر پر سرکار کھڑے ہیں کعبہ کے
پھول جھڑیں گے منہ سے ایسا لگتا ہے

اشک گرا تھا کس کا کس کے چہرے پر
کون رفیقِ غارِ ثور سا لگتا ہے

مسجد میں اصحابِ پیمبر بیٹھے ہیں
چاند کو گھیرے چاند کا ہالہ لگتا ہے

ہجرت کی ہے رات نبیؐ کے بستر پر
کون ہے سویا، شیرِ خدا سا لگتا ہے

مل آئے اللہ سے لیکن پھر بھی فروغؔ
گرم ابھی تک بستر ان کا لگتا ہے

پیر غلام سالکؔ

ولادت: ۱۹۲۶ء

ذکرِ نبیؐ میں ہے تو زباں بے مثال ہے
طیبہ کی سوچتا ہے تو اچھا خیال ہے

جذبِ اویس اس میں ہے سوزِ بلال ہے
وہ دل جو دردِ عشقِ نبیؐ سے نہال ہے

اے جاں نثارو! اٹھو یہ کہنے نہ پائے غیر
دیوانہ رسول کا دنیا میں کال ہے

اک نامِ مصطفےٰؐ ہے جو بڑھ کر گھٹا نہیں
ورنہ ہراک عروج میں پنہاں زوال ہے

صد رشکِ آفتاب ہے وہ ذرّہ جہاں
ان کے خرامِ ناز سے جو پائمال ہے

یہ وادیٔ جنوں ہے یہ راہِ خرد نہیں
لغزش ہوئی یہاں تو سنبھلنا محال ہے

سرکارِ دوجہاں کا تصوّر ہے رات دن
کتنا بلند میرا مذاقِ خیال ہے

آئے نہ موت قربتِ طیبہ سے پیشتر
اک سائلِ ضعیف کا یارب سوال ہے

نورانی دھوپ چھاؤں کا کیجے مشاہدہ
یہ زلفِ عنبریں یہ رُخِ پُر جمال ہے

ہر عکسِ پاک میں اسے عیب آئے گا نظر
سالکؔ وہ جس کے شیشۂ ایماں میں بال ہے

قاضی صولت حسین قاضی

ولادت: ۱۹۲۶ء

گونجتا ہے اذانوں میں نام آپؐ کا
ذکر عالم میں ہے صبح و شام آپؐ کا

درس قرآں کا ہے زندگی آپؐ کی
اور کلامِ خدا ہے کلام آپؐ کا

وقتِ معراج روح الامیں نے کہا
اللہ اللہ کیا اہتمام آپؐ کا

قدسیوں نے کیا شب میں معراج کی
کس قدر عزّت و احترام آپؐ کا

کوئی تفریق انؐ میں نہیں ہے مگر
انبیا میں ہے اعلیٰ مقام آپؐ کا

آپؐ اُمّی ہیں پھر بھی حقیقت ہے یہ
ہے فصاحت کا مخزن کلام آپؐ کا

جاہِ دنیا سے قاضیؔ کو مطلب نہیں
بس یہ کہلائے آقا غلام آپؐ کا

عبدالحق ارؔنی

ولادت: ۱۹۲۶ء

نہ پوچھو کہ کیا دربدر ڈھونڈتا ہوں
کفِ پائے خیرالبشر ڈھونڈتا ہوں

یہ ہے بے قراری یا دیوانہ پن ہے
کہ طیبہ کی مٹّی میں زر ڈھونڈتا ہوں

اٹھالوں جبیں سے کفِ پائے آقاؐ
یہی میں بھی شام و سحر ڈھونڈتا ہوں

ابوبکرؓ فاروقؓ عثماںؓ علیؓ سی
خدا کی قسم اک نظر ڈھونڈتا ہوں

سگِ شاہِ بطحا ہوں سر کو کیے خم
میں ولّیل کی بوئے تر ڈھونڈتا ہوں

مدینہ تو زینہ ہے عرشِ بریں کا
سنا جب سے وہ رہگزر ڈھونڈتا ہوں

خدارا بتادے اے رضوانِ جنّت
حبیبِ خدا کا میں گھر ڈھونڈتا ہوں

کھجوروں کے سائے میں اے ربّ کعبہ
میں عشقِ نبیؐ کا ثمر ڈھونڈتا ہوں

مدینہ چلے جارہے ہیں سب ارؔنی
کہ میں ہوں تجھے نامہ بر ڈھونڈتا ہوں

شارقؔ جمال

ولادت ۱۹۲۷ء

نظر میں ہے میری مدینے کا منظر نگاہوں کو سرشار میں کر رہا ہوں
مرے سامنے ہے سراپا نبیؐ کا محمدؐ کا دیدار میں کر رہا ہوں

جہاں میں اطاعت گزاری کی خاطر ملا ہے مجھے نقشِ پائے محمدؐ
جبیں رکھ کے اس نقشِ پائے نبیؐ پر مقدر کو بیدار میں کر رہا ہوں

مسیحا مرے آپ ہی ایک بس ہیں مرے واسطے آپ عیسیٰ نفس ہیں
یہی اک سبب ہے زمانے کہ خود کو محمدؐ کا بیمار میں کر رہا ہوں

ہٹا کر نظر سارے عالم سے اپنی گنہگار بن کر حبیبِ خدا کا
محبت میں سلطانِ طیبہ کی خود کو کرم کا سزاوار میں کر رہا ہوں

قیامت کے دن مجھ گنہگار کو بھی دکھانا ہے منھ شاہِ بطحا کو اپنا
شریعت پہ پیرو ہر اک لمحہ ہو کر عمل پیشِ سرکار میں کر رہا ہوں

جو آرام گاہِ شہِ بحر و بر ہے جسے لوگ کہتے ہیں شہرِ مدینہ
وہ دنیا ہے نورالعلیٰ نور شارقؔ جہاں حاصل انوار میں کر رہا ہوں

مولانا محمد مصطفٰی شائق

ولادت: ۱۹۲۸ء

جو بیٹھا ہے لگائے لو نبیؐ کے آستانے سے
گلہ شکوہ اُسے کیا ہو جہاں سے اور زمانے سے
حجر بوجہل کی مٹھی میں بھی پڑھ لیتے ہیں کلمہ
شجر بھی دوڑ کے آجاتے ہیں اُنکے بلانے سے
خدا نے آپ کو مختار و مالک کردیا جس کا
سبھی کو بانٹتے ہیں آپ اپنے اُس خزانے سے
ادھوری ہی رہی جو طور پر دیدار کی خواہش
شبِ اسراء ہوئی پوری وہی خواہش بہانے سے
ہے جلوہ گر اُنہی کا نور اہلِ بیت میں ایسا
منور ہو رہے ہیں دو جہاں اُنکے گھرانے سے
خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہیں رکھتی تعلق جو نبیؐ کے آستانے سے
زمیں اجمیر کی اہلِ بصیرت سے یہ کہتی ہے
گدا سلطان ہوتے ہیں نبیؐ کے آستانے سے
سنہری جالیوں کا بوسہ اے شائقؔ مقدر تھا
ملی دولت مجھے یہ آپ کے روضہ پہ آنے سے

کاشف حسینی

ولادت ۱۹۲۸ء

دل سے جھکنا اب تو واجب مجھ پہ پیہم ہوگیا
خانۂ کعبہ پئے تعظیم جب خم ہوگیا

کیا حوالہ تھا کہ استغفارِ آدم ہوگیا
آپؐ کا اسمِ مبارک اسمِ اعظم ہوگیا

اہلِ باطل حق کے باعث سوختہ دم ہوگئے
نور والے کا ظہورِ پاک جس دم ہوگیا

جس نے کی تقلید محبوبِ دوعالم کی مدام
ہر نظر شاہد ہے وہ مقبولِ عالم ہوگیا

کیوں نہ لیں آغوش میں اس کو خدا کی رحمتیں
دل سے فرمانِ محمدؐ پر جو قائم ہوگیا

خود حروفِ دلِ خمیدہ ہیں رسالت کی طرف
اب تو کاشف میرا ایماں اور محکم ہوگیا

آصف الہ آبادی

ولادت ۱۹۳۰ء

یہاں کی زمیں رحمتوں کی امیں ہے
مدینہ نہیں ہے بہشتِ بریں ہے

ضیا بار ہو جس میں روئے محمدؐ
وہی آنکھ روشن وہی دل حسیں ہے

مدینہ کی ہر شام ابرِ بہاراں
ہر اک صبح جامِ طہور آفریں ہے

فرشتوں سے کہدو کہ آئیں ادب سے
یہ دربارِ آقائے روح الامیں ہے

سلامت رہے عشقِ شاہِ دو عالمؐ
یہی میری دنیا یہی میرا دیں ہے

ہمیں بھی جگہ دے زمینِ مدینہ
ہماری محبت کا حاصل یہیں ہے

پیئے جاؤ آصفؔ یونہی جامِ کوثر
کہ ذکرِ محمدؐ سرور آفریں ہے

جلیل سازؔ

ولادت: ۱۹۳۱ء

ہمت سے بڑھا اپنا قدم سوئے محمدؐ
کچھ دور نہیں، دور نہیں کوئے محمدؐ

دنیا کو مبارک ہو مہہ و مہر کے جلوے
آنکھوں میں بسالایا ہوں میں روئے محمدؐ

یہ روضۂ اقدس کی زیارت کا اثر ہے
ہر سانس میں آتی ہے مجھے بوئے محمدؐ

محشر کی تمازت کا مجھے خوف ہو کیوں کر
ہے سر پہ مرے سایۂ گیسوئے محمدؐ

اس سے ہی تری روح کو تسکین ملے گی
اے سازؔ تو رکھ اپنی نظر سوئے محمدؐ

پروفیسر سید یونس

ولادت: ۱۹۳۲ء

نعت کی فکر نے پیدا کیا منظر ایسا
خانۂ دل تو نہ تھا پہلے منوّر ایسا

جہل کا دور گیا عہدِ تدبّر آیا
رکھ دیا سارے زمانے کو بدل کر ایسا

شکمِ پاک سے باندھا تھا پیمبر نے جسے
مجھ کو تکیے کے لئے چاہیے پتھر ایسا

کشتیاں جس نے جلادی تھیں کنارِ دریا
کس کی تعلیم نے پیدا کیا لشکر ایسا

یاد جو یثرب و بطحا کی دلائے یونس
کیوں نہ آنکھوں میں بسالوں کوئی منظر ایسا

امیر اللہ عنبرؔ خلیقی

ولادت ۱۹۳۲ء

کبھی کہکشاں سے گزر گئے، کہیں لامکاں سے گزر گئے، وہ کہاں کہاں سے گزر گئے
نہ زبان میں نطق کی تاب ہے، وہی ذاتِ عالی جناب ہے، جو حدِ بیاں سے گزر گئے

وہ صفات و ذات میں معتبر، کریں جب زمیں سے وہ سفر، رہے عرش والے منتظر
یہ خدا کے فضل کی بات ہے، کہ تمام حسنِ صفات سے، وہ مکاں زماں سے گزر گئے

یہ ہدایتوں کے ہیں سلسلے، کہ کمالِ زہد کے مرحلے، بنے نورِ دینی کے قافلے
تو ہر ایک گام پہ یہ ہوا، وہاں نور نور برس گیا، ہو جہاں جہاں سے گزر گئے

جو کہ رحمتوں کی اساس ہیں، جو نصیحتوں میں بھی خاص ہیں، وہ عنایتوں کے ہی پاس ہیں
نہ تو یہ کہ صرف حیات کی، وہ تو کائنات و ذات کی، حدِ بیکراں سے گزر گئے

یہ مظاہرہ ہو خیال کا، کریں ذکر ان کے جمال کا کہ ہو ذکر ان کے کمال کا
نہ ملے گی کوئی مثال ہی، نہ جمال نہ کمال کی، حدِ نشاں سے گزر گئے

چلو بڑھ کے اسوہ کو تھام لیں، وہ نظر میں رب کا پیام لیں، وہ عبادتوں سے ہی کام لیں
کہیں لوگ عنبرؔ باصفا، کہ خدا کا حق جو کہ فرض تھا، کیا اور جہاں سے گزر گئے

شاہد کبیر

ولادت: ۱۹۳۲ء

انسان کی قسمت پر احسان ہمارا ہے
تہذیب زمانے کی قرآن ہمارا ہے

ہم اس لئے رکھتے ہیں ٹھوکر میں زمانے کو
ہر شئے سے بڑی دولت ایمان ہمارا ہے

یہ بات الگ ہے کہ وہ فرش پہ سوتا ہے
مختار دو عالم کا سلطان ہمارا ہے

جاں آپ کی خدمت میں چھوٹا سا ہے نذرانہ
دل آپ کی چوکھٹ پر قربان ہمارا ہے

سچا ہے وہی رستہ جو اس نے بتایا ہے
دنیا کے لئے شاہد اعلان ہمارا ہے

فرید خان تنویرؔ

ولادت: ۱۹۳۳ء

یہی نہیں کہ زمیں، ہوگیا زماں روشن
ہوا ہے نورِ محمدؐ سے کل جہاں روشن

ہیں ان کے نقشِ قدم کی تجلیوں کے طفیل
نجوم و شمس و قمر اور آسماں روشن

درودِ پاک کی برکت نہیں تو پھر کیا ہے
ہے قلب مرکزِ انوار اور زباں روشن

یہ ان کے ذکرِ مقدس کا اک کرشمہ ہے
لکھوں جو نعت تو ہو جائیں انگلیاں روشن

طلوعِ نیرِ اعظم کا فیض ہے تنویرؔ
کہ ظلمتوں کا ہوا دشتِ بے کراں روشن

یونس میکش

ولادت: ۱۹۳۳ء

نفس نفس میں بسی جا رہی ہے بوئے رسولؐ
زمانہ دیکھے اب اعجازِ آرزوئے رسولؐ

زمیں پہ لالہ و گل آسماں پہ ماہ و نجوم
سمجھ رہی ہیں اشاروں سے گفتگوئے رسولؐ

کبھی زمیں تو کبھی آسمان سے آگے
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسولؐ

کوئی تو حسنِ عمل اپنا یادگار رہے
انوکھی شان سے ہونا ہے روبکوئے رسولؐ

کبھی جنوں تو کبھی صاحبِ خرد کے لئے
عجیب چیز ہے ارمانِ جلوہ جوئے رسولؐ

منافقوں کو ٹھکانے لگا دیا میکشؔ
کہ راہ گیرِ شریعت ہے نقش جوئے رسولؐ

ناصر فریدی ناگپوری

ولادت: ۱۹۳۴ء

تیرا وجود دل نشیں صلِّ علیٰ محمدٍ
تجھ سا نہیں کوئی حسیں صلِّ علیٰ محمدٍ

والشمس مرحبا تیرا عارض پر جمال ہے
والّیل زلفِ عنبریں صلِّ علیٰ محمدٍ

تیرے ہی واسطے ہوئی تخلیق کائنات کی
پھر بھی تو بوریہ نشیں صلِّ علیٰ محمدٍ

ہے تیری ایک اک ادا مرضیِ رب کی ترجماں
لہجہ تیرا حق آخریں صلِّ علیٰ محمدٍ

ہے تیری یادِ باخدا شیشہ دل کے واسطے
مخزنِ جوہرِ یقیں صلِّ علیٰ محمدٍ

تیری ہی ذاتِ پاک ہے واللہ خاتم النبیؐ
اور تو ہی نورِ اوّلیں صلِّ علیٰ محمدٍ

کہتا رہے بس عمر بھر عشقِ نبی میں ڈوب کر
ناصر فریدیِ حزیں صلِّ علیٰ محمدٍ

جملوا انصاری

ولادت: ۱۹۳۴ء

مئے حب نبیؐ ہے اور میں ہوں
مدینے کی گلی ہے اور میں ہوں

لبوں پر خامشی ہے اور میں ہوں
یہ ضبطِ صابری ہے اور میں ہوں

میں گرتا پڑتا جاؤں گا مدینہ
یہ صورت آخری ہے اور میں ہوں

رسول اللہ رکھنا لاج میری
میری نالائقی ہے اور میں ہوں

یہ پوزیشن نبیؐ جی ہوگئی ہے
میری کھٹیا کھڑی ہے اور میں ہوں

جملوا جا رہا ہوں سوئے طیبہ
مری جھنڈی ہری ہے اور میں ہوں

یونس انیس

ولادت: ۱۹۳۵ء

جب سے درِ طیبہ مری فردوس نظر ہے
دنیائے محبت میں نہ شب ہے نہ سحر ہے

اللہ غنی شوکتِ دربارِ مدینہ
جنت جسے کہیے وہ یہاں زیبِ نظر ہے

الحمد کہ وہ سجدہ گہہ پاکِ نبوت
اک مژدۂ بخشش کی طرح پیشِ نظر ہے

لگتا ہے بلال حبشی روبہ اذاں ہیں
اک نغمۂ گلبانگِ حرم شام و سحر ہے

وہ حلقہ بگوشانِ محمدؐ کی حضوری
اک بے خودئ شوق ہے اور دیدۂ تر ہے

میں منتظر دید ہوں اے شومیِ قسمت
لگتا ہے کہ نابینا مرا دیدہ دہر ہے

معراجِ نبوت ہے انیس عرش الٰہی
جنت جسے کہیے وہی معراجِ بشر ہے

عبدالواحد ہمسر

ولادت: اندازاً ۱۹۳۵ء

سفینہ حق پرستوں کا کہاں باطل ڈبویا ہے
کچھ ایسا نور کا دانا رسولؐ حق نے بویا ہے
یہ وہ کوزہ ہے جس میں دریائے رحمت سمویا ہے
خوشی کے جوش میں مومن کا دل یہ کہہ کے رویا ہے
عرب کی سرزمیں پر میرا کملی والا سویا ہے

یہ ممکن ہو نہیں سکتا نبی ایسا کوئی آئے
ہمیشہ دشمنوں کے واسطے جو ہاتھ پھیلائے
قسم اللہ کی جو گالیاں سن کر دعائیں دے
خدائی ایسے پیغمبر پہ کیوں قربان نا جائے
جنھوں نے اپنی امت کے لئے سجدوں میں رویا ہے

محمد مصطفٰے صلِ علٰی کی ذات نورانی
جہاں میں میرے آقاؐ نے کہی ہر بات نورانی
مٹا کے ظلمتیں پیدا کئے حالات نورانی
ہمیں ایماں کی صورت دی حسیں سوغات نورانی
جہاں سے کفر و باطل کا وہ کالا داغ دھویا ہے

مظفر علی مظفر

ولادت: ۱۹۳۵ء

کیا تم کو بتائیں ہم معیار محمدؐ کا
تفسیر ہے قرآں کی کردار محمدؐ کا

روشن ہے جمال ان کا انوار الٰہی سے
دیدار خدا سمجھو دیدار محمدؐ کا

اے چارہ گرو اس کو پہنچا دو مدینے میں
ہوجائے گا خود اچھا بیمار محمدؐ کا

وہ شاہوں کے محلوں کو خاطر میں نہیں لاتے
ہے جن کی نگاہوں میں دربار محمدؐ کا

جنت تو وفادارِ سرکارؐ کا حصہ ہے
جائے گا جہنم میں غدار محمدؐ کا

اعمال میں کم ہوں گے ایماں کے دھنی ہوں گے
جو لوگ مناتے ہیں تہوار محمدؐ کا

آنکھوں سے رواں آنسو، لب پر ہے 'مری امت'
امت سے مظفر ہے یہ پیار محمدؐ کا

اختر اعظمی چریاکوٹی

ولادت: ۱۹۳۶ء

کھل گیا دہر میں باطل کا بھرم تک دیکھو
ان کی آمد سے گرے گبر و صنم تک دیکھو

آپؐ آئے تو رہِ امن نے کھولی باہیں
مٹ گئے جو رو جفا، ظلم و ستم تک دیکھو

جلوۂ شاہِ امم ہے کہ خدا کا جلوہ
نور ہی نور جبیں سے ہے قدم تک دیکھو

رفعت کون و مکاں بھی ہے تصدق تم پر
اور قربان ہوئے عرش و حرم تک دیکھو

بالِ جبریل لرزتے ہیں وہاں پر، لیکن
عظمتِ شانِ نبی لوح و قلم تک دیکھو

ان کا ثانی نہیں دنیا میں ہر اک سو اختر
دشمنوں پر بھی رہا لطف و کرم تک دیکھو

محمد یٰسین نیّر

ولادت: ۱۹۳۶ء

ہم جو قسمت سے دیارِ شہِ بطحا دیکھیں
پھر پلٹ کر نہ کبھی جانبِ دنیا دیکھیں

عشق کامل ہوتو ، کچھ دور نہیں ، جب چاہیں
دل کے آئینے میں ہم گنبدِ خضرا دیکھیں

مقصدِ زیست ابھی اہلِ جہاں پر کھل جائے
سرورِ دیں کا اگر اسوۂ حسنہ دیکھیں

ناز بردارِ غمِ عشقِ نبی ہوں نیّرؔ
اہلِ دل اہلِ نظر، حوصلہ میرا دیکھیں

عبدالعزیز منطق

ولادت: ۱۹۳۶ء

ملے گا ذکرِ شانِ مصطفیٰ اوّل سے آخر تک
اٹھا کر پڑھ کتابِ حق ذرا اوّل سے آخر تک

وہی ہے آب و تابِ مصطفیٰ اوّل سے آخر تک
وہی ہے ایک شانِ مرتبہ اوّل سے آخر تک

بہت سمجھے مگر پھر بھی نہ جبریلِ امیں سمجھے
نبیؐ کا راز کب ظاہر ہوا اوّل سے آخر تک

خدا کے بعد جن کا نام آتا ہے محمدؐ ہیں
انہی کے نور کا ہے سلسلہ اوّل سے آخر تک

قیامت تک نبیؐ کے دین کو بدلا نہ جائے گا
خدا کا حکم نافذ ہوگیا اوّل سے آخر تک

نہاں رکھا نبیؐ سے کب خدا نے حال امّت کا
شبِ معراج روشن کردیا اوّل سے آخر تک

کہا جبریل نے اقراء ہے انعامِ خداوندی
نبی نے مسکرا کر پڑھ دیا اوّل سے آخر تک

قیامت میں فنا ہوجائے گی ہر شئے مگر منطق
رہے گا ایک نامِ مصطفیٰ اوّل سے آخر تک

عرفان قنوجی

ولادت: ۱۹۳۷ء

شہنشاہِ دو عالم نازشِ ارض و سما دیدم | فروغِ تختِ شاہی زیرِ پائے مصطفیٰ دیدم
مقامِ اولیا دیدم مقامِ انبیا دیدم | جدا گانہ مگر شانِ حبیب کبریا دیدم
گہِ شمس الضحیٰ دیدم گہِ بدرالدجیٰ دیدم | گہِ صدرالعلیٰ نورالہدیٰ کہف الوریٰ دیدم
جنیدؒ و بوذرؓ و سلمانؓ بلالِؓ باوفا دیدم | بروئے نورِ احمد مثلِ پروانہ فدا دیدم
یدِ بیضا بہ موسیٰ حسنِ یوسفؑ ہم دمِ عیسیٰ | مگر در ذاتِ احمد جزوکل صلِّ علیٰ دیدم
ندیدم ہیچ کس رادر بزرگی من بجز احمدؐ | اگر دیدم با الفاظِ دگر بعد از خدا دیدم
میسّر چوں شود معراجِ رب العالمین حضرت | محمدؐ را بہ ہر رازِ حقیقت آشنا دیدم
بساطِ چرخ لرزیدہ قمر دو نیم شد آخر | کہ یک جنبش بہ انگشتِ شہادت معجزہ دیدم
بفیضانِ رخِ انور مہ و خورشید روشن شد | کہ از جسمِ محمدؐ نورِ حق جلوہ نما دیدم
فقیرم اے شہِ بطحا بکن لطف و کرم برمن | کہ دربارِ تو یکتا منبعِ جود و سخا دیدم

بیاں تحسینِ ختم المرسلیں چنداں کنم عرفاں
زباں قاصر کہ اوصافِ نبی بے انتہا دیدم

رحمت علی ہوشؔ

ولادت: ۱۹۳۷ء

ہدایتوں کے پیمبر رسول اعظمؐ ہیں
وفا و خلق کے پیکر رسول اعظمؐ ہیں

سخاوتوں پہ نظر ڈال رحمتوں کو دیکھ
جہاں میں نازشِ داور رسولِ اعظمؐ ہیں

ہوا ان کی چھاؤں میں راحت نصیب کیوں نہ ہمیں
تمام نبیوں سے برتر رسولِ اعظمؐ ہیں

حجر نے کلمہ پڑھا شمس ڈوب کر پلٹا
کہ معجزات میں اکبر رسولِ اعظمؐ ہیں

حُدیبیہ ہو یا ہو معرکۂ بدرو حنین
فراستوں کا سمندر رسول اعظمؐ ہیں

کہاں یہ شمس و قمر اور کہاں جمال رسول
ہر ایک شئے سے منور رسولِ اعظمؐ ہیں

نہیں تھا آپؐ کا سایہ دلیل ہے اس کی
خدائے پاک کے مظہر رسولِ اعظمؐ ہیں

ہر ایک معرکہ میں کیوں نہ کامیاب رہوں
کہ ہوشؔ میرا مقدر رسولِ اعظمؐ ہیں

غلام محمد بختیار قیسی

ولادت: ۱۹۳۸ء

مرحبا اے شہِ بطحا کے بنانے والے
نور کو جسم کی تعریف میں لانے والے

سطوتِ قیصر و کسریٰ کو مٹانے والے
تیرے نعلین مبارک کے اٹھانے والے

شان دیکھیں مرے آقاؐ کی زمانے والے
جن کے دربان ہیں دربار لگانے والے

کیا مراتب ہیں تری نسبتِ عالی کے طفیل
فاقہ مستوں کے بھکاری ہیں خزانے والے

تیری رحمت کے تصدق تری شفقت کے نثار
ہم گنہگاروں کو خوددار بنانے والے

جب تلک اذنِ حضوری نہیں ملتا مجھ کو
میری آنکھیں ہی لئے جا وہاں جانے والے

بعد مرنے کے ہیں زندوں سے زیادہ زندہ
ہیں عجب لوگ محمدؐ کے گھرانے والے

نہ وہ صورت ہے کسی کی نہ وہ سیرت یارو
فخر کس بات پہ کرتے ہیں زمانے والے

ان کی تعریف کا حق کس سے ادا ہو قیسی
جن کے دیوانے ہوں دیوانہ بنانے والے

شمشیر خاں ظفر کلیم

ولادت: ۱۹۳۸ء

حاصلِ کُل ہے اے خدا وہ شخص
آدمی ہے کہ معجزہ وہ شخص

بے سہاروں کا آسرا وہ شخص
بے نواؤں کی ہے نوا وہ شخص

بار ارض و سما اٹھائے ہوئے
اپنے پیروں پہ ہے کھڑا وہ شخص

اس کے بتلائے راستے پہ چلو
رہنما ہے نجات کا وہ شخص

گھر کسی کا ہو' در کوئی لیکن
دستکوں کا ہے سلسلہ وہ شخص

سب کے دست دعا میں شامل ہے
ایک تو اور دوسرا وہ شخص

بزم کونین اس کی آنکھوں میں
عکس قدرت کا آئینہ وہ شخص

گو بشر ہی سہی مگر پھر بھی
ہے خدا سے کہاں جدا وہ شخص

جسطرح چاہو جانچ لو صاحب
ہر کسوٹی پہ ہے کھرا وہ شخص

اس کے قبضے میں ہے مسیحائی
میرے دکھ کی کرے دوا وہ شخص

مجھ کو محشر کا ڈر نہیں کہ ظفرؔ
ہے شفاعت کا واسطہ وہ شخص

شریف احمد شریف

ولادت: ۱۹۳۸ء

امّی و ختمِ رُسُل صبح کے تارے کو سلام
اے رسولِ عربی میرا تمہارے کو سلام

تیری امّت تو ہے طوفان و حوادث کا شکار
تو ہے ساحل، تیرے ساحل کے کنارے کو سلام

کون ہے تیرے سوا آج ہمارا آقاؐ
مفلساں غمزدگاناں کے سہارے کو سلام

جان و دل سر ترے ادنیٰ سے اشارے پہ نثار
میرے آقاؐ مرے محبوب کو پیارے کو سلام

تم نے چیرا ہے قمر، میرا تمہارے پہ درود
اور انگشت شہادت کے اشارے کو سلام

جاں نثاری کا صلہ بے حد و اندازہ شریفؔ
ان کی جانب سے غلاموں کو ہمارے کو سلام

عبدالکریم عابدؔ

ولادت:۱۹۳۸ء

تم ہو مکی تم ہو مدنی تم ہو دین کے رہبر
تم ہی اوّل تم ہی آخر نبیوں کے پیغمبر
اِنّا اعطینٰک الکوثر قرآں کا فرمانا
حوضِ کوثر کے مالک ہو سیدنا مولانا

اُمّی لقب ہے، نامِ محمدؐ، آمنہ بی کے جانی
گیسو ہے ولیل تمہارے چہرا ہے نورانی
قرآں کی تفسیر تم ہی ہو تم شمعِ ایمانی

ربِ ارنی کہنے والے دیکھ نہ رب کو پائے
غش کھا بیٹھے طور پہ موسیٰ طور کو سرمہ بنائے
اک پل میں سلطان مدینہ رب سے مل کر آئے

مٹھی میں بو جہل کے کلمہ کنکر کو پڑھوایا
ثانی کیسا جب دھرتی نے سایہ تک نہ پایا
طائف کی گلیوں میں پتھر کھا کے بھی مسکایا

بعد خدا کے ذات تمہاری عابدؔ کا ایماں ہے
اس عابدؔ بیمار کی صدقے تم پر آقا جاں ہے
اپنے جیسا جو کہتا ہے وہ پکّا شیطاں ہے

مسعود احمد جھاپڑ

ولادت: ۱۹۳۸ء

سرکارؐ نے باطل کی بنیاد ہلادی ہے
ہے ایک خدا سب کو یہ بات بتادی ہے

روشن ہے جو صدیوں سے اسلام کے آنگن میں
اصحابِ محمدؐ نے وہ شمع جلادی ہے

آئے تو بغاوت تھی لوٹے تو اطاعت تھی
گفتار کی شبنم نے تلوار جھکادی ہے

صورت بھی سبحان اللہ سیرت بھی سبحان اللہ
جبریلؑ نے قدموں پہ پیشانی جھکادی ہے

بن عشقِ محمدؐ کے فردوس نہیں ملتی
قرآنِ مقدس نے یہ بات بتادی ہے

بھولوں گا نہ اے جھاپڑؔ وہ روزِ قیامت تک
سرکار کی محفل میں جو نعت سنادی ہے

محمد یٰسین مشہودؔ

ولادت: ۱۹۳۸ء

مانے کوئی نہ مانے یہ میرا تجزیہ ہے
چاہے مرض ہو کوئی نامِ نبیؐ دوا ہے

جنّت میں گھر خدا نے اس کا بنا دیا ہے
کلمہ نبیؐ کا پڑھ کر دنیا میں جو رَہا ہے

آلِ نبیؐ سے جس کا دنیا میں سلسلہ ہے
روزِ جزا اسی پر سایائے مصطفیٰؐ ہے

بعدَ از خدا نبیؐ کی ہر شئے پہ ہے حکومت
اس بات کو زمانہ تسلیم کر چکا ہے

ہم اور آپ سے کیا توصیف ہوگی ان کی
عظمت کو مصطفیٰؐ کی اللہ جانتا ہے

دنیا تو خیر دنیا مشہودؔ حشر میں بھی
جس کی طرف نبیؐ ہیں اس کی طرف خدا ہے

عبدالحمید خاں دانش

ولادت: ۱۹۳۹ء

آپ کی ذات مقدس سے جو منسوب ہوئے
جانِ دنیا بنے اللہ کے محبوب ہوئے

ایسی معراج کسی اور نبی کو نہ ملی
طالب اللہ ہوا اور وہ مطلوب ہوئے

عرش والوں کو پسند آیا تیرا نازِ جمال
فرش والے تیرے کردار سے مرعوب ہوئے

آپ ہی چاہ میں یوسف کے نگہباں ٹھہرے
آپ ہی چارۂ بینائی یعقوب ہوئے

جنکے اعصاب پہ چھائی رہی زلفیں تیری
کچھ وہی لوگ تیرے عشق میں مجذوب ہوئے

مرحبا کیوں نہ کہیں سن کے انھیں سب دانش
شعر اِس نعت کے ہاں خوب بہت خوب ہوئے

رحمت اللہ راشد احمد آبادی

ولادت: ۱۹۳۹ء

قدرِ رسولِ اعظم کا کس قدر نرالا ہے
جسم پیکرِ رحمت چہرہ نور والا ہے

دو جہان ہے اس کا وہ نصیب والا ہے
جس نے اپنی ہستی کو کفر سے نکالا ہے

دو جہان میں جس کے نور کا اجالا ہے
دوسرا نہیں کوئی میرا کملی والا ہے

کیوں نہ آپ پر آقا ناز ہو زمانے کو
کفر کے اندھیروں سے آپ نے نکالا ہے

فرش کے نظاروں میں عرش کے ستاروں میں
سرورِ دو عالم کے نور کا اجالا ہے

مجھ کو نارِ دوزخ کا خوف ہی نہیں راشدؔ
میرے ساتھ محشر میں میرا کملی والا ہے

نذیر ضامنؔ

ولادت: ۱۹۳۹ء

عشق ہے محمدؐ سے عاشقی محمدؐ سے
زندگی میں ہے میری ہر خوشی محمدؐ سے

مٹ گئی جہالت کی تیرگی محمدؐ سے
کُل جہاں میں قائم ہے روشنی محمدؐ سے

زندگی ملی ہم کو دائمی محمدؐ سے
دینِ حق کی حاصل ہے آگہی محمدؐ سے

باغِ قلب صادق میں تازگی محمدؐ سے
خنداں زن ہے شاخوں پر ہر کلی محمدؐ سے

اس کے حق میں اے ضامنؔ آپ نے دعائیں کیں
جس کسی نے بھی کی ہے دشمنی محمدؐ سے

کلیمؔ ناگپوری

ولادت ۱۹۴۰ء

زمیں والو! سمجھ لو غور سے رتبہ محمدؐ کا
خدا کی شان کا اظہار ہے جلوہ محمدؐ کا
کیا تھا نور جب اللہ نے پیدا محمدؐ کا
تو پہلے آپ ہی خود ہوگیا شیدا محمدؐ کا
بساطِ ماہ و انجم پر کمندیں ڈالنے والو!
زمیں سے عرشِ اعظم تک ہے نقشِ پا محمدؐ کا
مثالِ شمس چمکے گی یقیناً زندگی تیری
عمل میں رکھ ہمیشہ اُسوۂ حسنہ محمدؐ کا
صحیفے اب نہ اتریں گے نہ آئے گا نبی کوئی!
قیامت تک رہے گا مومنو! کلمہ محمدؐ کا
بشر کیا عرش تک ہے تذکرہ حور و ملائک میں
محمدؐ ہی محمدؐ ہے رخِ زیبا محمدؐ کا
یہی اک آرزو اب کروٹیں لیتی ہے سینے میں
خدایا دیکھ لیتا گنبدِ خضرا محمدؐ کا
تعارف کے لیے میرے کلیمؔ اتنا ہی کافی ہے
غلامِ مصطفےٰ ہوں اور ہوں شیدا محمدؐ کا

اسحاق اکمل

ولادت ۱۹۴۰ء

اہلِ خرد سمجھ بھی لو رتبہ رسولؐ کا
ایماں کی ہے دلیل بھروسہ رسولؐ کا

کانٹے ہوئے ہیں پھول تو حیرت نہ کیجئے
پتھر کو موم کرتا ہے لہجہ رسولؐ کا

روئے رسولِ پاک خدا کی کتاب ہے
یہ مت کہو کہ چاند ہے چہرہ رسولؐ کا

کرتی نہیں قبول مگر کھا رہی تو ہے
یہ کائنات آج بھی صدقہ رسولؐ کا

لے لے مری حیات کی ساری مسرّتیں
دے دے مرے خدا مجھے صدقہ رسولؐ کا

سازِ غمِ حیات سے اُکتا گیا ہے جی
روحِ بلال چھیڑ دے نغمہ رسولؐ کا

تسلیم کی نہ جائے گی ترمیم اب کوئی
تکمیلِ دیں ہے آخری خطبہ رسول کا

کچھ سوچنا فضول ہے بڑھ جاؤ تیز گام
اکملؔ رہِ نجات ہے رستہ رسولؐ کا

سراج الحسن حسنؔ

ولادت ۱۹۴۰ء

ہو جس انسان کو نسبت نبیؐ کے آستانے سے
ہمیشہ وہ جھٹک کر چلتا ہے دامن زمانے سے

عدو گھبرا گئے تھے دینِ حق دنیا میں آنے سے
ہزاروں ظلم ڈھایا کرتے تھے اک اک بہانے سے

زمانے پر غضب کی ظلمتِ اوہام طاری تھی
کرن جب نور کی پھوٹی بنو ہاشم گھرانے سے

اسی در کے بھکاری ہیں شہنشاہ و گدا سارے
انہیں دیکھا ہے سر ٹکراتے ان کے آستانے سے

یہ وہ سورج ہے جو ڈوبا نہ ڈوبے گا قیامت تک
مٹی تیرہ شبی اسلام کے دنیا میں آنے سے

حسنؔ ہم ناز قسمت پر کریں جتنا بھی تو کم ہے
خدا کا شکر رشتہ ہے ہمارا اس گھرانے سے

محمد شریف اشرفی

ولادت ۱۹۴۰ء

چلو صداقت کے راستے پر تو رحمتوں کی بہار دیکھو
بنو خلوص و وفا کے پیکر تو زندگی پر نکھار دیکھو

لو بھر لو دامن اے اہلِ ایماں خدا کی رحمت سے تم بھی اپنا
نبیؐ کے صدقے میں ہو رہی ہے عطائے پروردگار دیکھو

طفیلِ نقشِ قدم نبیؐ کے ہر ایک ذرّہ ہے ماہِ تاباں
جو دیکھنا ہے زمیں پہ جنّت مرے نبیؐ کا دیار دیکھو

بشر ہی ان پہ نہیں ہے شیدا لئے ہوئے دل میں ان کی الفت
لگی ہوئی ہے درِ نبیؐ پر ملائکہ کی قطار دیکھو

ستم جو ڈھائے تھے ان پہ پیہم نئے نئے فتنہ ساز دشمن
امان دی ایسے دشمنوں کو حبیبِ داور کا پیار دیکھو

رسولِ اکرم ہیں فخرِ آدم ہوں کیوں صحابہ نہ ان پہ قرباں
فرشتے بھیجیں درود ان پر مرے نبیؐ کا وقار دیکھو

شریف اہلِ جہاں سے کہہ دو فلک پہ میرا نصیب پہونچا
غلامِ خیرالوریٰ میں میرا بھی ہو گیا ہے شمار دیکھو

قتیلؔ عثمانی

ولادت: ۱۹۴۱ء

میخوارِ محبت کو مئے ایسی بنی ہونا
سرکارِ دو عالم کے دامن سے چھنی ہونا

تپتے ہوئے سورج سے محشر میں جو سایہ دے
اس کالی کملیا کی بس چھاؤں گھنی ہونا

اے میرے خدا مجھ کو ایماں کی انگوٹھی میں
بس نورِ محمدؐ کے ہیرے کی کنی ہونا

اک لاکھ سے کچھ زیادہ آئے تھے نبی لیکن
تھا آپ کے حصہ میں طیبہ کا دھنی ہونا

دنیا میں بھلائی کے اسباب بدلتے ہیں
بس ان کی ہدایت کو مکی مدنی ہونا

ہم شوق سے دل چھلنی کر ڈالیں قتیلؔ اپنا
ہاں عشقِ محمدؐ کے نیزے کی انی ہونا

افضل علی حیدری

ولادت ۱۹۴۲ء

یہ میرے واسطے کیا کم ہے نذرانہ محمدؐ کا
کہ دنیا کہہ رہی ہے مجھ کو دیوانہ محمدؐ کا

زمانے سے یہ کہدو اب ہوں دیوانہ محمدؐ کا
میں دیوانہ ہوں دیوانہ ہوں دیوانہ محمدؐ کا

فرشتوں کا کہیں میلہ کہیں حوروں کا جھرمٹ ہے
کوئی دیکھے تو یہ دربارِ شاہانہ محمدؐ کا

یہ ٹوٹا بوریا ہے لاکھ بہتر تختِ شاہی سے
شہنشاہی میں ہے طرزِ فقیرانہ محمدؐ کا

جہاں جبریل کی پرواز بھی دم توڑ دیتی ہے
وہاں سے بھی بہت آگے ہے کاشانہ محمدؐ کا

مری بخشش کے دستاویز پر مہرِ نبوت ہے
میں جاؤنگا لئے محشر میں پروانہ محمدؐ کا

میری خاطر اے افضل الفت احمد ہی کافی ہے
میری اوقات کیا لکھوں جو افسانہ محمدؐ کا

ظفر علی راہیؔ

ولادت ۱۹۴۲ء

دینِ خدا سجانے میں محنت نبیؐ کی ہے
جو کچھ بھی ہے جہاں میں بدولت نبیؐ کی ہے

جب حال پوچھتا ہے کوئی کہہ دیا کرو
اللہ کا کرم ہے عنایت نبیؐ کی ہے

یہ معجزہ نہیں ہے تو کیا ہے بتاؤ پھر
مکڑی کے جال میں بھی حفاظت نبیؐ کی ہے

ان کے بغیر کچھ بھی نہیں فیصلے کا حل
قانون ہے خدا کا عدالت نبیؐ کی ہے

نعلین پاک پہنے ہوئے عرش پر گئے
کتنی بلند دیکھیے عظمت نبیؐ کی ہے

رب نے بنایا مالک کونین آپؐ کو
بعد از خدا جہاں میں حکومت نبیؐ کی ہے

دشمن بھی راہیؔ جھک گئے تعظیم کے لئے
ایسی وفائیں ایسی محبت نبیؐ کی ہے

عبدالجبار سحر

ولادت ۱۹۴۲ء

یقین و فہم کی دنیا کا مدعا ہیں رسولؐ
خدا نہیں ہیں مگر رحمتِ خدا ہیں رسولؐ

تمام خلقتِ عالم کی ابتدا ہیں رسولؐ
تو ابتدائے نبوت کی انتہا ہیں رسولؐ

جہاں میں حضرتِ آدم کا مدعا ہیں رسولؐ
کلیم و حضرتِ عیسیٰؑ کی التجا ہیں رسولؐ

انھی کا فیض ہے شمس و قمر کی تابانی
تمام خلق ہے محتاج وہ ضیاء ہیں رسولؐ

شفا بدوش ہیں زخمی بصیرتوں کے لئے
علاجِ دردِ بشر روح کی دوا ہیں رسولؐ

اجل بھی آئے گی تو اک حیات نو بنکر
ہماری ڈوبتی سانسوں کا آسرا ہیں رسولؐ

سحر کسی کے سہارے کی پھر ضرورت کیا
خدا کا شکر ہے غربت میں آسرا ہیں رسولؐ

عبدالغفار شاکر

ولادت: ۱۹۴۲ء

بلا خوف کہہ دے غلامِ محمدؐ
کہ بعد از خدا ہے مقامِ محمدؐ

نویدِ نجاتِ بنی نوعِ انساں
پیامِ الٰہی بنامِ محمدؐ

اخوت مساوات و امن و عدالت
ہر اک مرحبا اہتمامِ محمدؐ

ہر اک زاویے سے سنوارا ہے تجھ کو
کر انسانیت احترامِ محمدؐ

مسائل کا دنیا کے بس ایک ہی حل
نظامِ محمدؐ نظامِ محمدؐ

بلا ریب تفسیر و تشریح ہے قرآں
ہے روز و شب و صبح شامِ محمدؐ

ہمہ وقت دنیا میں وردِ زباں ہیں
کلامِ الٰہی پیامِ محمدؐ

ذرا ورد ہی کر کے دیکھے تو کوئی
سدا کام آتا ہے نامِ محمدؐ

ہے اجداد کی اس وراثت پہ نازاں
ملا ان سے شاکر کو جامِ محمدؐ

ڈاکٹر بدر جمیل

ولادت: ۱۹۴۲ء

وہ جان کے دشمن کو بھی سینے سے لگائے
تاریخ، کوئی ایسی مثال ہو تو بتائے
تہذیب کے مخرج سے ملی ہم کو بصیرت
دنیا ہمیں جینے کے طریقے نہ سکھائے
ممکن ہی نہیں ان کو بجھا پائے زمانہ
ایمان کے جو دیپ محمدؐ نے جلائے
قربان تری راہ نمائی کے محمدؐ
اک بات کہے پھر اسے کر کے بھی دکھائے
افکاری تموّج ہو کہ جذباتی تلاطم
ہر معرکۂ زیست کے آداب سکھائے
حق ظاہر و باطن ہے حق ہی خون میں شامل
وہ معرکہ آرائی وہ تلواروں کے سائے
گفتار کے، کردار کے، اعمال کے غازی
امّت میں محمدؐ نے یہ اوصاف جگائے
انسان کو انسان کے ڈر سے کیا آزاد
اخلاص و مساوات کے پھل پھول اُگائے
صدقہ ہے جمیل ان کا وگرنہ تھی کہاں تاب
مجھ سا کوئی نا چیز بھلا نعت سنائے

عبدالجبار تاجؔ

ولادت: ۱۹۴۲ء

امت کے لیے تکلیفیں سہیں سرکارِ مدینہ یاد آئے
ہر حال میں کرتے شکرِ خدا سرکار کا جینا یاد آئے

عالم ہی عجب سا ہوتا ہے میں کیسے بیاں لفظوں میں کروں
جب پیرِ طریقت کو دیکھوں سرکارِ مدینہ یاد آئے

طوفان کی فطرت ہی بدلی اللہ نے عشقِ محمدؐ میں
طوفاں نے ابھارا تھا جس کو وہ نوح وسفینہ یاد آئے

انساں کے لئے مشکل کیا ہے ہر شے پہ حکومت کرجانا
جب ذکرِ محمدؐ چھڑ جائے جینے کا قرینہ یاد آئے

کیا کچھ نہیں دیتا ہے یارب محبوبِ خدا کے صدقے میں
بخشے گئے آدم جن کے سبب وہ شاہِ مدینہ یاد آئے

وہ خوشبوئے جنت کی محفل اے تاجؔ دکھائے تجھ کو خدا
جب ذکر چھڑے خوشبو کا مجھے احمدؐ کا پسینہ یاد آئے

شیخ محمد خضرؔ ناگپوری

ولادت: ۱۹۴۳ء

خدا کے حسن کا جلوہ رخِ زیبا محمدؐ کا
قسم قرآن کی قرآن ہے چہرا محمدؐ کا

وہ سودا عاقبت کا کرتا ہے بازارِ دنیا میں
لئے پھرتا ہے اپنے سر میں جو سودا محمدؐ کا

سرِ محشر یہ پیشانی پہ چمکے گا قمر بن کر
اٹھا لے اے جبینِ شوق نقشِ پا محمدؐ کا

شبِ معراج سے پہلے کہاں یہ نور سامانی
نصیبِ عرش چمکا جب قدم پہنچا محمدؐ کا

اجالا اور اندھیرا ساتھ اپنے لائے نا ممکن
زمانہ ڈھونڈتا ہی رہ گیا سایا محمدؐ کا

وہ کوئی اور ہوں گے خضرؔ جو منکر نبیؐ کے ہیں
یہاں تو دیدہ و دل پڑھتے ہیں کلمہ محمدؐ کا

علی حسن ترابی

ولادت: ۱۹۴۳ء

آمنہ بی کی گود کا پالا
سب سے بہتر سب سے اعلیٰ

کوئی نہیں ہے آپؐ کا ثانی
آپؐ ہی برتر آپؐ ہی اعلیٰ

نور مجسم محسنِ عالم
آپؐ کے دم سے پھیلا اجالا

شمس و قمر ہیں آپ کے تابع
آپ کی عظمت ارفع و اعلیٰ

جنّت اس کی کوثر اس کا
جو ہے نبیؐ کا چاہنے والا

دل میں سجا کر کیوں نہ رکھوں میں
نامِ محمدؐ برکت والا

کیوں نہ ترابی ناز ہو مجھ کو
میں ہوں غلامِ سیّدِ والا

اظہار الحسن اظہارؔ

ولادت: ۱۹۴۳ء

زمانہ کیوں نہ کرے آج بھی ثنائے رسولؐ
عرب سے لے کے عجم تک چلی ہوائے رسولؐ

زمانہ آج بھی پاتا ہے روشنی جس سے
کچھ اس طرح سے چمکتا ہے نقشِ پائے رسولؐ

مفکرانِ جہاں دنگ رہ گئے سارے
خدا سے بعدِ ملاقات گھر جو آئے رسولؐ

جسے مٹا نہ سکی وقت کی شہنشاہی
وہ آرہی ہے مساجد سے بھی صدائے رسولؐ

پہنچ کے صدرہ پہ روح الامیں یہ کہتے ہیں
یہاں سے آگے نہ جائے کوئی سوائے رسولؐ

لگاؤں سرمہ سمجھ کر میں اپنی آنکھوں میں
ملے اگر مجھے تھوڑی سی خاکِ پائے رسولؐ

سید مقصود علی مقصود

ولادت: ۱۹۴۳ء

مدینہ کو جانے کو جی چاہتا ہے
مقدر بنانے کو جی چاہتا ہے

وہ شہرِ مدینہ کا اک ایک منظر
نظر میں بسانے کو جی چاہتا ہے

جہاں رات دن رحمتوں کی ہے بارش
وہیں گھر بنانے کو جی چاہتا ہے

نظر آئیں جس میں محمدؐ کے جلوے
وہ شمع جلانے کو جی چاہتا ہے

نظر میں ہے مقصود مکہ مدینہ
وہیں سر جھکانے کو جی چاہتا ہے

ایوب بشر

ولادت: ۱۹۴۳ء

کائنات خالق اکبر برائے مصطفےٰ
کہکشاں در کہکشاں ہیں زیر پائے مصطفےٰ

فرش گیتی کے ہر اک ذرہ کی قسمت جاگ اٹھی
محفلِ عالم میں جو تشریف لائے مصطفےٰ

اللہ اللہ صبر و استقلال پر ان کے نثار
ظلم سہہ کر بھی ہمیشہ مسکرائے مصطفےٰ

روزِ محشر جس گھڑی سورج سوا نیزے پہ ہو
اے خدا سر پر ہمارے ہو ردائے مصطفےٰ

ظلمتِ کفر و جہالت پارہ پارہ ہوگئی
نورِ حق بن کے جہاں میں جگمگائے مصطفےٰ

ہم تو پیش آتے ہیں اپنوں سے بھی غیروں کی طرح
دشمنوں کے حق میں کام آئی دعائے مصطفےٰ

چھٹ گئیں تاریکیاں ہر سو اجالا ہوگیا
اے بشر روشن ہوئے یوں نقشِ پائے مصطفےٰ

لطیف یاور

ولادت ۱۹۴۵ء

سرتاپا نورِ وحدت صلِّ علیٰ محمدؐ
بے سایہ قد و قامت صلِّ علیٰ محمدؐ

ہر ابتداء کی جاں تم بنیادِ کن فکاں تم
تم پر تمام حجت صلِّ علیٰ محمدؐ

ہر زخم کا مداوا ہر درد کے مسیحا
حاذق ، حکیمِ امت صلِّ علیٰ محمدؐ

واللیل ان کی زلفیں والشمس ان کا چہرہ
آیاتِ پر فصاحت صلِّ علیٰ محمدؐ

ابروئے مصطفیٰ کا صدقہ فلک نے پایا
قوسِ قزح کی صورت صلِّ علیٰ محمدؐ

تلوے تمہارے چھوکر روح الامیں نے پائی
معراجِ بام عظمت صلِّ علیٰ محمدؐ

جب وقت آخری ہو نظروں میں آپ ہی ہوں
یاور کی ہے یہ حسرت صلِّ علیٰ محمدؐ

راشد قریشی

ولادت ۱۹۴۵ء

فلک کے چاند ہیں عرشِ بریں کے تارے ہیں
ہے جن کا نام محمدؐ خدا کے پیارے ہیں

ہمیں بہشت کا مژدہ سنا نہ اے واعظ
ہمارے سامنے بطحا کے اب نظارے ہیں

خدا کا نام زباں پر ہے دل میں یادِ رسولؐ
ہمارے واسطے کافی یہ دو سہارے ہیں

ہم اپنا دردِ جگر لے کے اب کہاں جائیں
کرو علاج کہ بیمار ہم تمہارے ہیں

چلے ہیں روضۂ اطہر پہ زائرینِ حرم
قدم قدم پہ بہشت آفریں نظارے ہیں

رسولؐ پاک کی کمبل کا ڈھونڈلو سایا
سیاہ کاروں کو رحمت کے یہ اشارے ہیں

تم اور مدح سرائی مصطفٰے راشد
کہ جن کے وصف میں قرآں کے تیس پارے ہیں

عبدالصمد خاں قیصر

ولادت: ۱۹۴۵ء

کھنچ رہا ہے دل مرا سوئے محمد مصطفیٰ
نعت پڑھتا جاؤں میں کوئے محمد مصطفیٰ

چھت پہ کعبہ کی چڑھے دینے اذاں حضرت بلال
اور قبلہ ہوگیا روئے محمد مصطفیٰ

حضرتِ خالد کا رازِ کامرانی دیکھئے
تھا رکھا دستار میں موئے محمد مصطفیٰ

ڈھونڈنا طیبہ کی گلیوں میں بہت آسان ہے
خود پتہ بتلائے خوشبوئے محمد مصطفیٰ

سرخ رو ہونا ہی ہے آلِ محمد کا نصیب
آئی ہے حسنین میں خوئے محمد مصطفیٰ

والضحیٰ چہرہ منوّر جسم اطہر نور کا
مرحبا واللیل گیسوئے محمد مصطفیٰ

سبز ہوجائے گی قیصر نعت گوئی حشر میں
ہے کرم کی چارسو جوئے محمد مصطفیٰ

ڈاکٹر کلیم یزدانی

ولادت

شمعِ بزمِ امکاں کی روشنی محمدؐ ہیں ‏ ‏ باغِ دینِ وحدت کی تازگی محمدؐ ہیں

راستہ محمدؐ ہیں راستی محمدؐ ہیں ‏ ‏ تیرگی میں دنیا کی روشنی محمدؐ ہیں

طاعتِ محمدؐ ہے عین طاعتِ باری ‏ ‏ یعنی عینِ مرضیِ ایزدی محمدؐ ہیں

ذرہ ذرہ روشن ہے جس سے صحنِ عالم کا ‏ ‏ ارضِ ہستی پر پھیلی چاندنی محمدؐ ہیں

مقصدِ حیات اپنا ذکرِ آلِ پیغمبر ‏ ‏ حاصلِ حیات اپنی ہر خوشی محمدؐ ہیں

روز و شب گزرتے ہیں وردِ نامِ احمد میں ‏ ‏ میرے لحنِ شیریں کی نغمگی محمدؐ ہیں

رونقِ دو عالم میں زینتِ دو عالم ہیں ‏ ‏ گلشنِ دو عالم کی دلکشی محمدؐ ہیں

کامرانیاں میرے چومتی ہیں قدموں کو ‏ ‏ میرے ناصر و مولا واقعی محمدؐ ہیں

نعتِ مصطفےٰ کہہ کر ہوں کلیم آسودہ
میرا فکر و فن میری شاعری محمدؐ ہیں

ڈاکٹر زینت اللہ جاویدؔ

ولادت: ۱۹۴۶ء

نبیؐ کا دل بھی تو دل ہے مگر خدا کا ہے
اسے بھی کعبہ ہی کہیے یہ گھر خدا کا ہے

یہ کہکشاں یہ ستارے ہیں اس کے قدموں میں
اور اس کی آنکھوں میں روشن سفر خدا کا ہے

ہر ایک سانس میں خوشبو ہے جیسے قرآں کی
ہر ایک لفظ میں اس کے اثر خدا کا ہے

ہمیں تو اپنے سوا کچھ نظر نہیں آتا
وہ اپنا بھی ہے مگر بیشتر خدا کا ہے

فرشتہ بن کے پیمبر کبھی نہیں آتا
وہ ہم میں رہ کے بھی خیرالبشر خدا کا ہے

اسے قبول ہیں موسم کی سختیاں جاویدؔ
وہ سایہ دار ہمارا شجر خدا کا ہے

ریاض الدین ریاضؔ غازیپوری

ولادت ۱۹۴۷ء

ہمہ تن شوق بنیں جلوۂ زیبا دیکھیں
دید کی شان یہ ہو ان کو سراپا دیکھیں

حق ادا کردے ذرا خوابِ محبت اپنا
آرزو ہے کہ جمالِ شہہ بطحا دیکھیں

پھر ستانے لگا واعظ ہمیں جنّت کا خیال
پھر ہوا شوق کہ ہم شہرِ مدینہ دیکھیں

آپ کا عشق جو ہوجائے بصیرت افروز
فرش سے عرش معلیٰ کا نظارہ دیکھیں

حسنِ احمد کا تمنائی بناکر دل کو
پردۂ میم سے چھنتا ہوا جلوہ دیکھیں

مرکزِ بارشِ انوارِ الٰہی ہے ریاضؔ
اہلِ دل مرتبۂ گنبدِ خضرا دیکھیں

غازیؔ امان

ولادت ۱۹۴۷ء

فضا جہان کی دن اور رات خوشبو دے
نبیؐ کے ذکر سے کل کائنات خوشبو دے

چلے جو اسوۂ خیرالامم پہ ہر لمحہ
جہاں جہاں وہ رہے اس کی ذات خوشبو دے

نبیؐ کے چاہنے والوں کی ہے یہی پہچان
کہ ان کے قول و عمل سے حیات خوشبو دے

بنا جو عاملِ سنت بھی سارے فرض کے ساتھ
تو اس کے سامنے راہِ نجات خوشبو دے

غلام بن کے تو آقا کا، زندگی تو گزار
تمام عمر کے سب دن و رات خوشبو دے

ہو جس چمن میں بھی ذکرِ رسولؐ اے غازیؔ
گلوں کے ساتھ وہاں پات پات خوشبو دے

شکیبؔ غوثی

ولادت: ۱۹۴۸ء

رفعت تیری کیا ٹھہراؤں عظمت تیری کیا لکھوں
انسب تو یہی ہے اک ساروں سے جدا لکھوں

جب جب بھی میسر ہو مدحت کا تری لمحہ
ہر بات الگ ٹھہرے ہر لفظ نیا لکھوں

رب کو ترے تو جانے اور رب ہی ترا تجھ کو
خاکم بہ دہن میں اک کیا رمز ترا لکھوں

ہر رخ سے معظم تو ہر رخ سے مکرم تو
یکتائے زماں تجھ کو میں بعدِ خدا لکھوں

جبریل کا پر بن جائے موسیٰ کا عصا کہلائے
سو بار قلم چوموں جب نام ترا لکھوں

پیکر ہی نہیں تیرا سایہ بھی ہے روشن تر
تو نور کا منبع ہے قدرت تری کیا لکھوں

قرآن کا دل یٰسین یٰسین کی دھڑکن تو
تو روح مزمل کی کیا اور بھلا لکھوں

تو نخلِ جواں ایسا آئے نہ خزاں جس پر
جب جب بھی نظر ڈالوں بے خوف ہرا لکھوں

مبین الدین راسخ

ولادت: ۱۹۴۸ء

تو سلسلۂ حسنِ ازل عکسِ خدا ہے
آئینۂ ہستی پہ ترے دم سے جلا ہے
ہوتی ہے سحر جنبشِ ابروئے کرم سے
اور شام تری زلف معنبر کی گھٹا ہے
صورت ہے ضیا بخش مہ و انجم و خورشید
سیرت تری آئینۂ انوارِ خدا ہے
ناخون مہِ نو کی نزاکت کے امیں ہیں
انگلی کے اشاروں پہ قمر جھوم رہا ہے
جنت ہے ترے پرتوِ نورانی کی عظمت
رحمت جسے کہیے ترے دامن کی ہوا ہے
بے سایہ ہے تو اور ترے سائے میں عالم
کونین ترے حسن مجسم پہ فدا ہے
موسیٰ ترے شیدائی مسیحا ترے بیمار
مقبول ترے نام سے آدم کی دعا ہے
راسخ بھی گنہگار ہے کملی میں چھپالے
یہ حشر کے میداں میں پریشان کھڑا ہے

سراج احمد سراجؔ

ولادت: ۱۹۴۸ء

جو نامِ نبی کا اثر جانتے ہیں
وہی زندگی کا ہنر جانتے ہیں

نبی کی محبت ہے جن کے دلوں میں
وہ پائیں گے جنت میں گھر جانتے ہیں

کیا سجدہ دیکھتے ہی نورانی صورت
مقام ان کا برگ و شجر جانتے ہیں

گرے بت سبھی آمدِ مصطفیٰؐ سے
یہ کعبے کے دیوار و در جانتے ہیں

ہمیں بخشوائیں گے وہ روزِ محشر
غلامانِ خیر البشر جانتے ہیں

عداوت جو رکھتے ہیں پیارے نبیؐ سے
سراجؔ ان کو ہم فتنہ گر جانتے ہیں

ڈاکٹر شرف الدین ساحلؔ

ولادت: ۱۹۴۹ء

انھی کے دم سے ہے قائم جہان میں خوشبو
انھی کے ذکر سے میرے بیان میں خوشبو

خیال دل میں مرے ان کا جب بھی آتا ہے
لپک کے آتی ہے میرے مکان میں خوشبو

جہاں جہاں سے گزرتے تھے وہ شبِ معراج
بکھرتی جاتی تھی ہر آسمان میں خوشبو

قدم وہاں بھی رکھا جو تھا عالمِ حیرت
حقیقی نور تھی دونوں کمان میں خوشبو

کرشمہ ہے یہ انھی کے غلامِ حبشی کا
ہے جن کے سوز سے قائم اذان میں خوشبو

جو ہم نشیں تھے ملی ان کو اس قدر معراج
سمٹ کے آگئی ان کی زبان میں خوشبو

ہے حرف حرف معطر یہ نعتِ ساحلؔ کا
خوشا کہ آئی ہے میرے گمان میں خوشبو

خلیل صادق

ولادت ۱۹۴۹ء

شہ کون و مکاں کے سیدِ ابرار کے جلوے
ہر اک شے سے عیاں ہیں احمدِ مختار کے جلوے

مہ و خورشید و انجم کی اداؤں سے جھلکتے ہیں
مرے سرکار کے جلوے مرے سرکار کے جلوے

گئے تھے قتل کرنے اور خود ہی ہو گئے گھایل
عمر نے دیکھے جس دم سیّدی گفتار کے جلوے

درخشاں ہیں زمیں سے عرش اعظم کی بلندی تک
محمد مصطفی کی سیرتِ ضوبار کے جلوے

جہاں میں مذہب اسلام کی عظمت سے ہے ظاہر
نبی کے صبر و استقلال کے ایثار کے جلوے

کہیں واللیل کی صورت کہیں والشمس کی صورت
ہر اک جانب فروزاں ہیں رُخِ انوار کے جلوے

چمک اٹھے ستاروں کی طرح صادق زمانے میں
صحابہ نے جو دیکھے ہاشمی سردار کے جلوے

ظہیر عالم

ولادت: ۱۹۴۹ء

درود بھیجو سلام بھیجو جمالِ وحدت کا چاند نکلا
دعائے آدم مرادِ عیسیٰ میں ڈھل کے رحمت کا چاند نکلا

خدا کی رحمت برس رہی ہے زمیں کی قسمت چمک رہی ہے
نحوستیں منہ چھپا رہی ہیں وہ خیر و برکت کا چاند نکلا

غلام کوئی نہ کوئی آقا سب ایک صف میں کھڑے ہوئے ہیں
عرب کی وادی سے جگمگاتا ہوا امامت کا چاند نکلا

نہ بیٹیاں زندہ دفن ہونگی نہ ماں کی ممتا کا خون ہوگا
خوشی مناؤ اے غم کے مارو وہ دیکھو راحت کا چاند نکلا

اے چاند جس کی بدولت اب تک تو آسماں پر چمک رہا ہے
وہ نور اب ہوگیا ہے ظاہر وہ تیری قسمت کا چاند نکلا

روایتوں کی تمام بیساکھیوں کو بالائے طاق رکھدو
اب آگیا آخری پیمبرؐ نئی شریعت کا چاند نکلا

مدینہ جانے کی آرزو میں دعائیں مانگی ہیں جب بھی عالم
مجھے لگا آگیا بلاوا چلو اجازت کا چاند نکلا

نوابؔ قریشی

ولادت: ۱۹۴۹ء

قصیدہ میں نے جو لکھا نبیؐ کی شان میں ہے
اُسی کا چرچا ہر اک لمحہ دوجہان میں ہے

بتا رہا ہے ہمیں مرتبہ محمدؐ کا
رسول پاکؐ کا اک نام جو اذان میں ہے

وہ ذات کہتے ہیں محبوبِ کردگار جسے
بسی ہوئی وہ میری روح میری جان میں ہے

نہیں کسی بھی پیمبر میں صرف تم میں ہے
جو ایک بات نبوت کی آن بان میں ہے

سلیقہ گھر میں اگر جس کے ہو محمدؐ کا
سکون فضل خدا سے اُسی مکان میں ہے

وہ لے کے عرش سے آئے جو رحمتِ عالم
تمہارے دین کی وہ روشنی جہان میں ہے

درود پڑھتی ہے نوابؔ جو محمدؐ پر
اثر دعا کا یقیناً اسی زبان میں ہے

محفوظ آثر

ولادت ۱۹۵۰ء

شہہ کونین کے در پر جھکا کر اپنی پیشانی
گدائے مصطفےٰؐ بھی کر رہے ہیں آج سلطانی

نہیں جن کا کوئی سایہ ہے ان کے سائے میں دنیا
محمد مصطفےٰؐ ہیں وہ سراپا نورِ ربانی

اسی کی دسترس میں سنگ ریزوں نے پڑھا کلمہ
ہوئی بوجہل کو لیکن کہاں توفیقِ ایمانی

سراپا نورِ سنوت بھی سراپا نورِ وحدت بھی
عمل بھی آپ کا آئینۂ تفسیرِ قرآنی

ہوا جب چاند دو ٹکڑے نبیؐ کے اک اشارے پر
تو روشن ہو گئی سینوں میں سب کے شمعِ ایمانی

سلوکِ ناروائی پر دعائیں دیں ضعیفہ کو
عیادت کو بھی گھر اس کے گئے محبوبِ ربانی

ہزاروں حکمراں دیکھے نگاہوں سے آثر لیکن
نہ ایسا حکمراں دیکھا نہ دیکھی ایسی سلطانی

نظیرؔ نخشب

ولادت: ۱۹۵۰ء

اے کاش تصوّر میں ہو دیدارِ محمدؐ
تقدیس بداماں رخِ انوارِ محمدؐ

ہیں شمس و قمر نور فشاں پرتوِ رخ سے
اللہ رے تابانیٔ رخسارِ محمدؐ

وہ شافعِ محشر ہیں وہی ساقیٔ کوثر
کیوں پیاسا رہے حشر میں میخوارِ محمدؐ

امت کی شفاعت یہ ہے اللہ سے اقرار
دیکھے تو کوئی گرمیٔ گفتارِ محمدؐ

اک شیخ کہ جس کو ہے طلب خلدِ بریں کی
اک میں کہ ازل سے ہوں طلبگارِ محمدؐ

بے سود ہے اے چارہ گرو کوششِ درماں
بیمارِ محمدؐ ہوں میں بیمارِ محمدؐ

نخشب ہیں عمل اپنے شریعت کے مخالف
کس منہ سے کہیں ہم ہیں وفادارِ محمدؐ

غلام محی الدین خان شہزادا اسدؔ

ولادت: ۱۹۵۱ء

خدا کے حکم خدا کے نظام کا پہرہ
ہے کائنات پہ خیرالانام کا پہرہ
ولی کا غوث و قطب کا امام کا پہرہ
نبیؐ کے در پہ ہے کس اہتمام کا پہرہ
ولائے حضرتِ خیرالانام کا پہرہ
ہے میرے دل پہ محمدؐ کے نام کا پہرہ
یہ خواب کم نہیں تعبیرِ خواب رہنے دو
درِ رسولؐ پہ اور اس غلام کا پہرہ
نظر نظر میں ہے والشمس والقمر صورت
مری حیات پہ ہے صبح و شام کا پہرہ
مری نمازوں کو شیطان چھو نہیں سکتا
لگا ہوا ہے درود و سلام کا پہرہ
نبیؐ کی آستاں بوسی سے روکنے والو
حلال پر نہیں لگتا حرام کا پہرہ
اسدؔ ہوا جو فنا فی الرسول تو حق نے
عطا کیا ہے بقائے دوام کا پہرہ

خلیل حیرت

ولادت: ۱۹۵۱ء

شانِ رسولؐ حق میں قرآن بولتا ہے
سردار انبیاء کو سلطان بولتا ہے

موزوں ہے لفظِ صادق بس ذاتِ مصطفیؐ پر
میرا شعور میرا ایمان بولتا ہے

آئینہ زندگی کا ہے سیرتِ شہہِ دیں
قرآن میں خدا کا فرمان بولتا ہے

پیغامِ سادگی ہے زورِ بیانِ نبویؐ
مومن کی بس یہی ہے پہچان بولتا ہے

فیضانِ مصطفیؐ کا میں کیا کروں احاطہ
ہر ذرّۂ زمیں پر احسان بولتا ہے

اُمتِ شہہِ امم کی گھر میرے جلد آئے
میں منتظر ہوں کب سے رضوان بولتا ہے

خوفِ خدا نبیؐ کی الفت ہے جس کے دل میں
حیرت جبیں پہ اس کی ایمان بولتا ہے

پروفیسر فدا المصطفےٰ فدوی

ولادت: ۱۹۵۲ء

روشن جہاں ہے خاورِ طیبہ کے نور سے
کسبِ ضیا ستارے بھی کرتے ہیں دور سے

ختمِ رُسُل و باعثِ تخلیقِ کائنات
خالق خود آشکار ہے ان کے ظہور سے

دیدارِ ذاتِ حق سے مشرّف ہوئے ہیں آپ
موسیٰ کی طرح لوٹے نہیں کوہِ طور سے

ہے ماورائے فہم و خرد ذاتِ مصطفےٰؐ
وصف ان کے کیا بیاں ہوں مجھ بے شعور سے

شانِ سخاوت ایسی کہ حاتم ہو فیضیاب
جود و سخا میں کون ہے بڑھ کر حضورؐ سے

ہیں جاں نثار عاشقِ صادق جو آپ کے
جنّت کی ہے طلب نہ غرض ان کو حور سے

کیا خوف حشر و نشر کا ہم ان کے امّتی
کلمہ نبیؐ کا پڑھتے اٹھیں گے قبور سے

امید وار ساقیِ کوثر کرم کا ہوں
روزِ جزاء عطا ہو شرابِ طہور سے

فدوؔی ہوں میں غلام غلامانِ مصطفےٰؐ
سر کو جھکاؤں یا کہ اٹھاؤں غرور سے

حبیب خاں حامدؔ دکنی

ولادت: ۱۹۵۲ء

ہے نورِ حق پیکرِ بشر ہے مرا پیمبر عظیم تر ہے
وہ دونوں عالم میں معتبر ہے مرا پیمبر عظیم تر ہے
کلامِ حق ہے کلام اس کا پرے تخیل مقام اس کا
وہ جس کی پرواز عرش پر ہے مرا پیمبر عظیم تر ہے
وہ بہتا دریا ہے رحمتوں کا وہ ہے خزانہ محبتوں کا
دیار اس کا خدا کا گھر ہے مرا پیمبر عظیم تر ہے
شہد سے میٹھی زبان اس کی بیاں ہے قرآں میں شان اس کی
ہوا نہ ایسا کوئی بشر ہے مرا پیمبر عظیم تر ہے
خدا بھی بھیجے اسے سلامی فرشتے اس کی کریں غلامی
کہ اس کے جبریل نامہ بر ہیں مرا پیمبر عظیم تر ہے
وہ رحمتوں کے دیئے جلائے گناہ گاروں کو بخشوائے
دعاؤں میں اس کی وہ اثر ہے مرا پیمبر عظیم تر ہے
مرا قلم کیا مری زباں کیا کروں بیاں اس کی خوبیاں کیا
بیاں ہو جتنی بھی مختصر ہے مرا پیمبر عظیم تر ہے
عنایتوں کا شفاعتوں کا وہ در ہے حامدؔ سخاوتوں کا
وہ راہِ جنت کا راہبر ہے مرا پیمبر عظیم تر ہے

یونس فیضی

ولادت ۱۹۵۲ء

اگر چاہتے ہو خدا تک رسائی نبیؐ کو بھلانے کی کوشش نہ کرنا
قدم اپنا راہِ شریعت سے پیچھے ذرا بھی ہٹانے کی کوشش نہ کرنا

ہو توہین جس سے رسولِؐ خدا کی شہنشاہِ بطحہ شفیع الوریٰ کی
کبھی زندگی میں کوئی بات ایسی زبان پر بھی لانے کی کوشش نہ کرنا

غلام اس کا ہوں میں جو مشکل کشا ہے مرے نام سے کانپتی ہر بلا ہے
کہیں اور جاؤ اب اے گردشوں تم مرے پاس آنے کی کوشش نہ کرنا

مبارک تمہیں ہو اے رندوں یہ دولت مجھے جام و مینا کی کیا ہے ضرورت
مئے عشقِ احمدؐ سے سرشار ہوں میں مجھے اب پلانے کی کوشش نہ کرنا

میں حق آشنا ہوں اے باطل پرستوں رہو دور تم مجھ کو ہرگز نہ چھیڑو
کٹادوں گا عشقِ نبی میں سر اپنا مجھے آزمانے کی کوشش نہ کرنا

شفاعت گنہگار کی روزِ محشر کریں گے اے یونس مدینے کے سرور
یہ دنیا نہ کام آسکے گی کبھی پر کبھی دل لگانے کی کوشش نہ کرنا

نیاز احمد نیازؔ مُلّا خیرآبادی

ولادت ۱۹۵۲ء

حبیب کبریا محبوب عالم نورِ ربانی
ملی ہیں آپ ہی سے ہم کو سب آیاتِ قرآنی

شفیع روزِ محشر ہیں وہ ان پر ہی بھروسہ ہے
کریں گے آپ روزِ حشر امت کی نگہبانی

ہوئے ہیں آپ ہی کے عشق کے صدقے میں دنیا میں
کوئی محبوبِ ربانی کوئی محبوبِ سبحانی

چلا ہوگا جو راہِ سرورِ عالم پہ ہر لمحہ
نہیں ہوگی اسے زیرِ لحد کوئی پریشانی

مقامِ مصطفےٰ بعد از خدا کیا ہے سمجھ لوگے
اگر پڑھتے رہو گے اے نیازؔ آیاتِ قرآنی

ڈاکٹر رفیق سحرؔ

ولادت: ۱۹۵۳ء

شہِ ہدیٰ ہو تمھی فخرِ انبیاء تم ہو
حبیبِ خالقِ اکبر ہو مجتبیٰ تم ہو

کمالِ خوبیِ کردار کیا بیان کروں
خدا نہیں ہو مگر نائبِ خدا تم ہو

سمجھ سکے گا نہ انساں تمہاری عظمت کو
بشر کی فہم و فراست سے ماورا تم ہو

کھلے ہیں رازِ مشیّت کے جس سے انساں پر
کتابِ حق کا مفصّل وہ حاشیہ تم ہو

ملے گا تم سے جو مل جائے گا خدا اس کو
خدا سے ملنے کا اس دہر میں پتہ تم ہو

تلاشِ حق میں بھٹکتے ہوئے مسافر کو
جو منزلوں کا پتہ دے وہ رہنما تم ہو

جہاں میں کفر و انا کے سیاہ خانوں میں
ملی ہے جس سے ضیاءِ حق کی وہ دیا تم ہو

سنوارتا ہے بشر خود کو دیکھ کر جس میں
وہ حسنِ خلق و محبت کا آئینہ تم ہو

ہمیں یقین ہے غرقاب ہو نہیں سکتے
بھنور میں جب کہ سفینے کے ناخدا تم ہو

کرم کی ایک نظر ڈال دو خدا کے لئے
ہمارے حالِ پریشاں سے آشنا تم ہو

قبولیت کا شرف پائے گی نہ کیوں آخر
ہر اک دعا کا مری جب کہ مدعا تم ہو

تمہارے اسوۂ حسنہ پہ کیوں چلے نہ سحرؔ
ہر اک قدم پہ ہدایت کا راستہ تم ہو

خالد جیلانی

ولادت: ۱۹۵۳ء

ہم پہ ہوجائے چشمِ کرم مصطفےٰ
یانبیؐ یانبیؐ خاتم المرسلیں
آپ خیر البشر آپ خیر الوریٰ
یانبیؐ یانبیؐ خاتم المرسلیں

دونوں عالم میں افضل ہے ذات آپ کی
آدمی کیا خدا تک ہے بات آپ کی
کیا بیاں ہوں بشر سے صفات آپ کی
سب میں ملتے ہوئے بھی ہیں سب سے جدا
یانبیؐ یانبیؐ خاتم المرسلیں

نازش و فخرِ ربِ جلیل آپ ہیں
جلوۂ حق کی روشن دلیل آپ ہیں
حشر کے دن ہمارے وکیل آپ ہیں
اور ہم ہیں سراپا مجسّم خطا
یانبیؐ یانبیؐ خاتم المرسلیں

آپ کا اُمّتی ہوں بڑی بات ہے
سارے عالم سے بڑھ کر یہ سوغات ہے
ورنہ خالد کی آقا کیا اوقات ہے
آپ آقا مرے میں غلام آپ کا
یانبیؐ یانبیؐ خاتم المرسلیں

ہاشم ناگپوری

ولادت: ۱۹۵۴ء

پریشاں حال ہے امت سنبھالو یا رسول اللہ
سفینہ ڈوب نہ جائے بچالو یا رسول اللہ

کڑی ہے دھوپ محشر میں بلا کی تیز گرمی ہے
گنہگاروں کو کملی میں چھپالو یا رسول اللہ

نظر آتا نہیں ساحل ہوائیں بھی مخالف ہیں
ہمیں غم کے سمندر سے نکالو یا رسول اللہ

سزا ملنے سے پہلے ہی خطاؤں کی سرِ محفل
خدا سے عاصیوں کو بخشوالو یا رسول اللہ

ذلیل وخوار نہ ہو جائیں ہم دنیا کی نظروں میں
پڑے ہیں ٹھوکروں میں ہم اٹھالو یا رسول اللہ

سہے جاتے نہیں ظلم وستم دنیا کے اب ہم سے
ہمیں اب اپنے آنگن میں بسالو یا رسول اللہ

مدینہ دیکھنے کی دل میں ہے ہاشم کی حسرت بھی
کرم کی اک نظر اس پر بھی ڈالو یا رسول اللہ

جمیل احمد جمیل

ولادت: ۱۹۵۴ء

نبیؐ کے جیسا یہ سورج یہ ماہتاب نہیں
مرے خدا ترے محبوب کا جواب نہیں

خدا نے ایسا نوازا ہے سرورِ دیں کو
جو ان پہ اتری ہے ایسی کوئی کتاب نہیں

وہ جس کے ہاتھ میں دامانِ مصطفیٰ ہوگا
اس امتی پہ یقیناً کوئی عذاب نہیں

مقامِ عیسیٰ و موسیٰ ہیں لاجواب مگر
مرے نبیؐ کے غلاموں کا بھی جواب نہیں

بلا کے عرش پہ جلوہ دکھایا خود رب نے
نبیؐ کے سامنے آیا کوئی حجاب نہیں

مرے بھی دل کو ہے عشقِ رسولؐ سے نسبت
گناہ گار ہوں پر دل مرا خراب نہیں

مرے نبیؐ کے پسینے کے سامنے اے جمیل
کسی مقام پہ یہ خوشبوئے گلاب نہیں

مظہرؔ حیدری

ولادت: ۱۹۵۴ء

اس طرح پھوٹی جمالِ مصطفیٰؐ سے روشنی
ہوگئی آراستہ نورِ خدا سے روشنی

چہرۂ انور کی تابانی پہ ہو ہو کر نثار
کھیلتی ہے جلوۂ خیرالوریٰ سے روشنی

گل ہیں سجدہ ریز مصروفِ تلاوت ڈالیاں
ہے معطر بوئے محبوبِ خدا سے روشنی

کون آیا ہے یہ نورانی ڈوپٹہ اوڑھ کر
کون برساتا چلا ناز و ادا سے روشنی

ہو رہی ہے آسماں سے بارشِ لطف و کرم
چھن رہی ہے دامنِ جودوسخا سے روشنی

ظلمتیں کانپیں صنم خانوں میں بت تھرا گئے
جس گھڑی پھیلی ہے روئے مصطفیٰؐ سے روشنی

مل گیا مظہرؔ اسے گلزارِ جنت کا پتہ
جس نے بھی پائی نبیؐ کے نقشِ پا سے روشنی

کلیم الدین شاؔد

ولادت: ۱۹۵۵ء

صبحِ ازل کا حسن منور رسولؐ ہیں
آئینہ دارِ خالقِ اکبر رسولؐ ہیں

آنکھوں میں اشک سجدے میں سر لب پہ امّتی
امّت کے غم میں اس طرح مضطر رسولؐ ہیں

پی کر جسے قطب کوئی ابدال ہوگیا
صہبائے معرفت کے وہ ساغر رسولؐ ہیں

سائے کو پہلے دور کریں اپنے جسم سے
کہتے ہیں جو کہ اپنے برابر رسولؐ ہیں

آمد سے جن کی ظلمتِ باطل فنا ہوئی
انوارِ کبریا کے وہ مظہر رسولؐ ہیں

ہم عاصیوں کو عرصۂ محشر کا خوف کیا
اپنے شفیع و ساقیِ کوثر رسولؐ ہیں

کیا خاک مجھ کو نارِ جہنم جلائے گی
اے شاؔد میری روح کا محور رسولؐ ہیں

ابراہیم اظہار

ولادت: ۱۹۵۵ء

پڑھے جو کلمۂ حق وہ زبان خوشبو دے
تلاوتیں ہوں جہاں وہ مکان خوشبو دے

مرے رسولؐ کے قدموں کی دیکھئے برکت
اِدھر زمیں تو اُدھر آسمان خوشبو دے

نبیؐ کی زلف سے ٹکرائے تو ہوا مہکے
نبیؐ کے قدموں کے نیچے چٹان خوشبو دے

نبیؐ کی سنّتیں آجائیں زندگی میں اگر
تو مومنوں کا عمل اور بیان خوشبو دے

زبان و دل کا تعلق ہو اس طرح اظہارؔ
کہ روح کلمہ پڑھے جسم و جان خوشبو دے

خواجہ غلام السیدین ربانی

ولادت: ۱۹۵۶ء

غیروں کو بھی بتاؤ طریقہ رسولؐ کا
دہشت نہیں ہے، امن ہے اُسوہ رسول کا

بازارِ مصر میں لگیں یوسفؑ کی بولیاں
دربارِ عرش میں چلا سکّہ رسولؐ کا

تشبیہوں، استعاروں کو درپیش ہے سوال
شعروں میں کیسے باندھیں گے حلیہ رسول کا

سنتے ہیں اب گریز گلوں سے بھی ہے اسے
کیا مل گیا صبا کو لبادہ رسولؐ کا

لمحہ رکا ہوا تھا کہ معراجِ شاہ ہے
ثابت زمیں زماں پہ تھا پہرہ رسولؐ کا

باقی تمام راتوں کی وقعت نہیں رہی
اک شب نے جب سے دیکھا ہے چہرہ رسولؐ کا

امّت کو، راستے کے اندھیروں کا غم نہیں
جب آفتاب ہے ہمہ خانہ رسولؐ کا

ہاشم، قریش، عبدِ مناف، عبدِ مطلب
ان سلسلوں سے بنتا ہے شجرہ رسولؐ کا

جنت کے خواب، ڈرتا ہوں پلکوں سے گر نہ جائیں
آنکھوں میں بس رہا ہے مدینہ رسولؐ کا

فیض اللہ فیض

ولادت: ۱۹۵۶ء

ہیں خدا کے آپ ہمدم یا محمد مصطفیٰ
آپ سے دنیا ہے قائم یا محمد مصطفیٰ

رحمت اللعالمیں ہیں آپ ہیں خیر البشر
لے رہے ہیں باادب جن و بشر شمس و قمر
آپ کا اسمِ مکرم یا محمد مصطفیٰ

ختم کی ربّ نے نبوّت آپ پر صلّے علیٰ
آپ اوّل آپ آخر آپ ہیں خیرالوریٰ
آپ ہیں نورِ مجسّم یا محمد مصطفیٰ

فرش سے عرشِ بریں تک آپ ہی کا نام ہے
آپ ہی کے نور سے یہ صبح ہے اور شام ہے
سرورِ دیں شاہِ عالم یا محمد مصطفیٰ

شبیر وروہی

ولادت: ۱۹۵۶ء

انسان کی فکر ذاتِ حبیبؐ خدا کرے
راتوں کو رو کے غارِ حرا میں دعا کرے

مہماں بنا کے عرش پہ اپنے حبیبؐ کو
وہ بے نیاز اپنی تجلی عطا کرے

صدقے میں جاؤں عظمتِ نامِ رسولؐ پر
یہ نام دو جہان میں عظمت عطا کرے

گونجے ہے کائنات درود و سلام سے
اک ایک ذرّہ مدحتِ خیرالوریٰ کرے

یہ معجزہ رسولؐ خدا کی ہی شان ہے
عرشِ بریں کا ورنہ سفر کوئی کیا کرے

یہ بھی غلام محسنِ انسانیت کا ہے
وروہی کیوں نہ اپنے نبیؐ سے وفا کرے

جمیل لطیفی

ولادت: ۱۹۵۶ء

تحریر ہر ورق پہ ہے سیرت رسولؐ کی
قرآن کر رہا ہے تلاوت رسولؐ کی

اے بوجہل تو دیکھ لے عظمت رسولؐ کی
کنکر بھی دے رہے ہیں شہادت رسولؐ کی

ہم خوش نصیب ہیں کہ ہیں امت رسولؐ کی
جبریلؑ کا نصیب ہے خدمت رسولؐ کی

کون و مکاں کو زندگی، رعنائی، آب و تاب
اللہ نے عطا کی بدولت رسولؐ کی

اے زندگی کرا دے زیارت وگرنہ ہم
مرنے کے بعد دیکھیں گے صورت رسولؐ کی

رحمت برس رہی ہے، ملائک بھی آئے ہیں
ہم کر رہے ہیں بزم میں مدحت رسولؐ کی

دامن نبیؐ کا چھوٹنے پائے نہ اے جمیل
مل جائے گی ضرور شفاعت رسولؐ کی

جاوید ندیم

ولادت: ۱۹۵۷ء

نبیؐ کی چوکھٹ پہ سر جھکاؤں ملے کبھی تو وقار ایسا
خدائے واحد مجھے عطا کر سلیقہ ایسا شعار ایسا

عرب کے صحرا میں جو کھلا ہے مہک ہے جسکی ہر ایک گل میں
علاوہ اسکے کوئی بتائے کھلا گلِ بے بہار ایسا

بجا ہے فردوس خوب تر ہے بہت حسیں ہے فضا وہاں کی
زمیں پہ شہرِ نبیؐ ہے جیسا وہاں کوئی ہے دیار ایسا

تمام عالم میں پھر کے دیکھا دلِ حزیں نے مگر نہ پایا
جو ذکرِ احمد سے مل رہا ہے سکون ایسا قرار ایسا

نبیؐ کے دوشِ مبارکہ پر حسین ابنِ علی کا چڑھنا
کسی نے دیکھی سواری ایسی کسی نے دیکھا سوار ایسا

مدینہ جانے کی جستجو میں نبیؐ سے ملنے کی آرزو میں
ہمارا یہ دل جو اب ہوا ہے کبھی نہ تھا بے قرار ایسا

ندیم صاحب جو تم نہ کرتے نبیؐ کی مدح سرائی ایسی
قسم خدا کی کبھی نہ آتا تمہارے فن پر نکھار ایسا

ڈاکٹر ندیم الرحمٰن خاں ندیمؔ

ولادت: ۱۹۵۷ء

بساطِ عالمِ امکاں کی ابتدا ہیں رسولؐ
صفاتِ پاک و منزہ کی انتہا ہیں رسولؐ

حیاتِ پاک کی کیا جھلکیاں دکھائیں ہم
ہے جس میں پرتوِ قرآں وہ آئینہ ہیں رسولؐ

ہمیں ڈرائیں گی کیا گردشیں زمانے کی
خدا کے بعد ہمارے جب آسرا ہیں رسولؐ

کہا ہے خود کو مدینہ علی کو دروازہ
مقامِ علم سے دراصل آشنا ہیں رسولؐ

پہنچ ہی جائیں گے ہم ساحلِ تمنا پر
ہمارے علم کی کشتی کے ناخدا ہیں رسولؐ

ہے جس سے لالہ و گل کی شگفتگی قائم
بہارِ زیست کی وہ بادِ جانفزا ہیں رسولؐ

ہے بہتری تو اسی میں کہ اس کو اپنائیں
بہشت جس کی ہے منزل وہ راستہ ہیں رسولؐ

ندیمؔ جن کو شفا چاہیے انھیں کہدو
ہر ایک رنج و غم و درد کی دوا ہیں رسول

مشتاق احسن

ولادت: ۱۹۵۸ء

جس نے بھی دل سے پڑھ لیا کلمہ رسولؐ کا
رحمت کا اس کو مل گیا دریا رسولؐ کا

ہمسر کی بات چھوڑیئے دنیا میں آج تک
دیکھا نہیں کسی نے بھی سایہ رسولؐ کا

دونوں جہاں کی خوبیاں ملتی ہیں آپؐ میں
ہے شاہکارِ خلق سراپا رسولؐ کا

چاہت تو سب کے دل میں ہے دیکھیں درِ حضورؐ
پہنچے گا جس کو ہوگا اشارا رسولؐ کا

کرنے گیا تھا قتل، مگر واہ رے نصیب
دیکھو غلام بن کے وہ لوٹا رسولؐ کا

یوسف کا حسن مصر کے بازار تک فقط
پھیلا ہے کائنات میں جلوہ رسولؐ کا

مانا کہ مصطفےٰؐ ہی کو قبلہ کی چاہ تھی
در اصل منتظر تو تھا کعبہ رسولؐ کا

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"
ہم کون ہیں جو طے کریں رتبہ رسولؐ کا

ان راستوں پہ جانے سے احسنؔ خدا بچائے
جن راستوں نے دیکھا ہے غصہ رسولؐ کا

شاہنواز خان وسیم جمالی

ولادت: ۱۹۵۸ء

رحمت کی بارشوں کا مسلسل نزول ہے
لطف و کرم تو آپ کے قدموں کی دھول ہے

دنیا میں ہر عروج کا قصہ فضول ہے
جس کو نہیں زوال وہ نامِ رسول ہے

ہے امتیاز آپ کا دشمن کو بخشنا
کتنا انوکھا میرے نبیؐ کا اصول ہے

کلمہ پڑھا بلال نے محسوس یہ کیا
میرے لئے ببول کا کانٹا بھی پھول ہے

جب سے رسولِ پاکؐ نے اعلانِ حق کیا
شیطاں اُسی گھڑی سے پریشاں ملول ہے

احکامِ مصطفےٰؐ کی اطاعت و اِتّباع
تسخیرِ نفس کا یہی دائم اصول ہے

احمد سے میم کا ذرا پردہ ہٹا کے دیکھ
پوشیدہ معرفت کا اسی میں حصول ہے

تاجی نیازی قادری نسبت سے ہوں وسیمؔ
مجھ کو نبیؐ کے عشق میں مرنا قبول ہے

عبدالستّار عادلؔ

ولادت: ۱۹۵۸ء

ہر لمحہ جس کے لب پر ذکرِ نبیؐ نبیؐ ہے
قرآن کہہ رہا ہے وہ شخص جنّتی ہے

دامانِ مصطفےٰؐ کو تھاما ہے جب سے میں نے
اس دن سے میرے گھر میں ایماں کی روشنی ہے

وردِ زباں ہمیشہ رہتا ہے نام ان کا
ہے یہ مری عبادت یہ میری بندگی ہے

قربان کیوں نہ جاؤں محبوبِ کبریا پر
قدموں سے جن کے روشن طیبہ کی ہر گلی ہے

آقاؐ بلا لو مجھ کو اک روز اپنے در پر
دل کی مرے یہ حسرت سرکارؐ آخری ہے

توصیف کیا بیاں ہو پیارے نبیؐ کی عادلؔ
قرباں مرے نبیؐ پر ہر ایک امّتی ہے

شکیل انور

ولادت: ۱۹۵۸ء

قرآن سے ہوتا ہے اظہار محمدؐ کا
کیا پیش کروں اب میں کردار محمدؐ کا

جب مرضیِ خالق ہے کردار محمدؐ کا
پھر کون کرے جینا دشوار محمدؐ کا

اقرارِ رسولِ حق جنّت میں کرے داخل
لے جائے جہنّم میں انکار محمدؐ کا

معراج کے دولہا ہیں محبوب کے خالق ہیں
پھر کیوں نہ ہو دیوانہ سنسار محمدؐ کا

دنیا ہی نہیں اس کی عقبٰی بھی سنور جائے
جو دیکھ لے آئینہ اک بار محمدؐ کا

جن پہ ہے نظر ان کی ہے ان کے مقدّر میں
ہوتا ہے کہاں سب کو دیدار محمدؐ کا

سوئے تھے شبِ ہجرت بے خوف علی جس پر
بستر تھا وہ نبیوں کے سردار محمدؐ کا

ذکرِ شہِ والا سے ہوتا ہے خدا راضی
ہم نام لئے جائیں ہر بار محمدؐ کا

مظلوم اماں لینے جاتے تو کہاں جاتے
ہوتا نہ اگر انور دربار محمدؐ کا

عابد حسین عابؔد

ولادت: ۱۹۵۹ء

بتاؤں! مانگا ہے خالق سے کیا مصلّے پر
دکھا دے جلوۂ خیر الوریٰ مصلّے پر

حجابِ قدس کے جلوے دکھائی دیتے ہیں
خدا کے نور کی پھیلی ضیا مصلّے پر

ہے آج آمدِ خیرالانام دنیا میں
سنانے آئی ہے مژدہ صبا مصلّے پر

نظامِ گلشنِ ہستی مہک اٹھا ہے آج
نبیؐ کی پھیلی جو بوئے وفا مصلّے پر

نبیؐ کی چاہتوں کا جام پی کے دیکھو تو
عبادتوں کا مزہ آئے گا مصلّے پر

نبیؐ کا ذکر ہے ہر اک نماز میں لازم
نبیؐ کے نام کا کلمہ پڑھا مصلّے پر

تمام مشکلیں آسان ہوگئیں فوراً
لیا جو نامِ رسولِ خدا مصلّے پر

نبیؐ کا عشق مقدر سنوار دیتا ہے
یہی تو غیب سے آئی صدا مصلّے پر

نبیؐ کے عشق میں جینا ہے اور مرنا بھی
مزاجِ حسن مرا بول اٹھا مصلّے پر

بہ فیضِ مدحتِ خیر الوریٰ خدا کی قسم
شعور جاگ اٹھا مرحبا مصلّے پر

خدایا بخشنا امّت کو میری محشر میں
نبیؐ ہیں اس طرح محوِ دعا مصلّے پر

ہے التجا مری یارب قبول کرلے اسے
مرے نصیب میں لکھ دے قضا مصلّے پر

نبیؐ کا واسطہ دیکر ہی مانگیے عابؔد
قبول ہوتی ہے فوراً دعا مصلّے پر

غلام حیدر باقرؔ

ولادت: ۱۹۵۹ء

آمد کا محمدؐ کی اظہار نہیں ہوتا
کنگورۂ کسریٰ بھی مسمار نہیں ہوتا

جو عشقِ محمدؐ سے سرشار نہیں ہوتا
وہ رحمت داور کا حقدار نہیں ہوتا

ہوتے نہ اگر پیدا سرکارؐ دو عالم جو
آتش کدۂ فارس بیکار نہیں ہوتا

گستاخی جو کرتا ہے احمدؐ کی فضیلت میں
وہ شخص تو جنّت کا حقدار نہیں ہوتا

اخلاق محمدؐ تو اس بات کا ہے شاہد
ممدوح خدا سب کا کردار نہیں ہوتا

وہ قلبِ پیمبرؐ تھا ورنہ کبھی اے باقرؔ
قرآں کے اترنے کا اقرار نہیں ہوتا

نصرت علی حیدری

ولادت ۱۹۵۹ء

ساری دنیا کی سیاست بے عمل بے ڈھنگ ہے
اک نظامِ مصطفیٰؐ ہی زینتِ اورنگ ہے

عرشِ اعظم پر گئے اک پل میں واپس آگئے
دیکھ کر پرواز ان کی ساری دنیا دنگ ہے

آج بھی بوجہل جیسے سیکڑوں ہیں یا نبیؐ
آج بھی اہل عداوت کے دلوں پر زنگ ہیں

صرف اک انگلی سے دو ٹکڑے کیے ہیں چاند کے
ساری دنیا آج تک اس معجزہ پر دنگ ہے

مدحتِ خیرالبشرؐ کا سر میں سودا ہے مگر
کیا کروں نصرت طرح کا قافیہ ہی تنگ ہے

محمد حسن بھائی

ولادت ۱۹۶۰ء

جھکنا درِ رسولؐ پہ مجھ کو سکھا گیا
انداز بندگی کا مرے دل کو آ گیا

دل کوچۂ رسولؐ میں اک پل کو کیا گیا
اک نور سا جبینِ سیہ میں سما گیا

جس جس طرف گیا مرا کشکولِ بے بسی
اُس اُس طرف حضورؐ کا دستِ سخا گیا

اک یاد ہے جو یادِ خدا کا سبب بنی
اک نام ہے جو عرشِ خدا پر لکھا گیا

تجھ سے جڑا رہوں ترے گھر سے جڑا رہوں
اس کے علاوہ دل سے ہر اک مدعا گیا

تو آ کے اپنے دامنِ رحمت میں لے مجھے
اس پُل صراطِ غم پہ مرا حوصلہ گیا

شاہوں نے سر جھکا دیئے قدموں پہ اے حسن
جس سمت بھی غلامِ رسولِ خدا گیا

نسیم ناگپوری

ولادت: ۱۹۶۰ء

غلامِ مصطفٰے کو جب کبھی بھی موت آتی ہے
رسول اللہ سے ملنے مدینہ روح جاتی ہے

میری قسمت کے کاغذ پر مدینے کا سفر لکھ دے
خدا یادِ محمدؐ ہر گھڑی مجھ کو ستاتی ہے

جہاں پر ایڑیاں رگڑی تھیں اسماعیل نے اپنی
خدا شاہد ابھی تک وہ زمیں زم زم بہاتی ہے

گواہی دیتے ہیں یہ آسماں سے چاند اور سورج
نبیؐ کے نور سے یہ ساری دنیا جگمگاتی ہے

یہ صدقہ ہے شہنشاہِ دو عالم کملی والے کا
چمن میں پھول کھلتے ہیں کلی بھی مسکراتی ہے

لٹاتے ہیں فرشتے آسماں سے پھول رحمت کے
میری معصوم بیٹی نعتِ احمدؐ جب سناتی ہے

نسیم آتا نہیں خالی کبھی کوئی مدینے سے
دیارِ مصطفٰے سے ساری دنیا فیض پاتی ہے

میر عظمت علی کیفؔ

ولادت: ۱۹۶۱ء

مدینے کی جانب قدم جا رہے ہیں
مجھے چھوڑ کر میرے غم جا رہے ہیں

ہوئی ہم پہ آقاؐ کی نظرِ عنایت
انہی کا ہے ہم پہ کرم جا رہے ہیں

وہاں زندگی کی نئی صبح ہوگی
لئے کتنے ارمان ہم جا رہے ہیں

بیاں کر رہا ہوں میں طیبہ کا منظر
مرے پاس الفاظ کم جا رہے ہیں

جب آئے تھے طیبہ تو دامن تھا خالی
بھری جھولیاں لے کے ہم جا رہے ہیں

مدینے سے ہے کیفؔ کو ایسی الفت
قدم خود بہ خود اس کے تھم جا رہے ہیں

جمیل سروشؔ

ولادت: ۱۹۶۱ء

یہ کون آیا کہ جس کے آنے سے باغِ عالم مہک اٹھا ہے
کہ عرشِ اعظم سے فرش تک اک نزولِ رحمت کا سلسلہ ہے
تمہیں سے ایماں تمہیں سے قرآں تمہیں سے بخشش کا راستہ ہے
خدا کی پہچان دی تمہی نے جو تم ملے تو خدا ملا ہے
بتاؤں کیا معجزہ میں ان کا وہ ذات خود ایک معجزہ ہے
کبھی پڑھا کنکروں نے کلمہ کبھی دو ٹکڑے قمر ہوا ہے
جہالت اپنے شباب پر تھی تھا نور پر تیرگی کا غلبہ
ہے نور پیکر کی آج آمد چراغِ باطل بجھا بجھا ہے
خوشی کے عالم میں ہر مَلک ہے زمیں ہے مسرور خوش فلک ہے
ترانے کیوں کر نہ گائیں حوریں یہ جشنِ محبوب کبریا ہے
تھا ہر سو حیوانیت کا غلبہ زمین آنسو بہا رہی تھی
تمہارے آنے سے یا محمدؐ مقدر اس کا چمک گیا ہے
بندھے ہوئے ہیں شکم پہ پتھر، مگر ہے دنیا پہ حکمرانی
نہ ان کا سایہ نہ ان ثانی یہ شانِ محبوبِ کبریا ہے
یہی تو حاصل ہے زندگی کا یہی ہے معراج بندگی کی
کہ نعتِ پاکِ رسولِ اکرمؐ سروشؔ محفل میں پڑھ رہا ہے

عبدالرحمٰن رضوی

ولادت: ۱۹۶۲ء

یہ نمازیں نبیؐ کو خدا سے ملیں رب نے تحفہ دیا آمنے سامنے
میرے سرکار نے دیکھا معراج میں جلوۂ کبریا آمنے سامنے

آسماں پر قمر ہے زمیں پر نبیؐ معجزہ جب دکھانے کی بات آگئی
جس گھڑی مصطفیٰؐ نے اشارہ کیا چاند ٹکڑے ہوا آمنے سامنے

بوجہل نے نبیؐ سے یہ جس دم کہا میری مٹھی میں کیا ہے بتاؤ ذرا
جب نگاہِ نبیؐ کنکروں پر پڑی سب نے کلمہ پڑھا آمنے سامنے

سانپ کے دل میں بھی عشقِ سرکار تھا کاٹنے کا سبب شوقِ دیدار تھا
دیکھا ہجرت کی شب سانپ نے غار میں جلوۂ مصطفیٰؐ آمنے سامنے

جانے کتنے ہی دل میں خیال آگئے چھت پہ کعبہ کی جس دم بلال آگئے
حکمِ سرکار پر دی اذاں آپ نے تھے وہاں مصطفیٰؐ آمنے سامنے

فیصلے کا نبیؐ کے جو منکر ہوا وہ مسلماں نہیں ہے یہ سن لو ذرا
قتل کر کے عمر نے یہ رضوی کہا فیصلہ ہوگیا آمنے سامنے

راحت علی راحت

ولادت ۱۹۶۲ء

زمیں فلک کہکشاں ہے ششدر کوئی نہ اب تک یہ راز جانا
خدا سے مل کر پلک جھپکتے ہی مصطفےٰؐ کا وہ لوٹ آنا

محبتوں کے تقاضے بڑھ کر پہنچ گئے ہیں ترے قدم تک
نصیب میرا زمانہ مجھ کو بھی کہہ رہا ہے ترا دیوانہ

بہک نہ جاؤں رہِ وفا سے اطاعتوں سے نہ منہ چھپاؤں
سرورِ ایماں ہو جس میں مضمر شراب مجھ کو وہی پلانا

کہا نبیؐ نے نماز ٹھنڈک ہے میری آنکھوں کی دنیا والو
ہے فرض تم پر ادائیگی سے نہ رہنا غافل نہ جی چرانا

جواز پیدا کرو نہ کوئی کبھی بھی مارو نہ حق کسی کا
اُصولِ دینِ محمدیؐ میں ہے جُزوِ اعظم وفا نبھانا

کمالِ ترکیبِ سروری کو ہے زورِ بازو کی کب ضرورت
پتہ یہ صلحِ حُدیبیہ سے چلا ہے جنگوں میں جیت جانا

بنالے دل کو مدینہؐ اپنی نظر بھی سوئے مطاف کرلے
انہی کے لوح وقلم ہیں راحت انہی کے قدموں میں ہے زمانہ

ضیاء شاہد

ولادت ۱۹۶۲ء

عشقِ نبیؐ کی شمع جلائے رکھیں گے ہم
دل کو مدینہ اپنے بنائے رکھیں گے ہم

آنکھوں میں عکسِ گنبدِ خضرا لئے ہوئے
شاداب اپنا ایماں بنائے رکھیں گے ہم

دنیا کے مرحلے ہوں کہ عقبیٰ کی منزلیں
میلادِ مصطفیؐ سے سجائے رکھیں گے ہم

معراجِ عشق ہم کو بھی ہو جائے گی نصیب
سر کو درِ نبیؐ پہ جھکائے رکھیں گے ہم

چاہے ہمیں ملے نہ ملے ان کے در سے بھیک
دستِ طلب کو یوں ہی بڑھائے رکھیں گے ہم

شاہدؔ یہی ہے راستہ اپنی نجات کا
یادِ نبیؐ کو دل میں بسائے رکھیں گے ہم

علی سرور

ولادت: ۱۹۶۳ء

ہے کائنات کی گردش بھی اک ادائے رسولؐ
نظر جو ہو تو ہر اک شے میں ہے ضیائے رسولؐ

زمیں سے عرشِ بریں تک جدھر نظر ڈالو
چمک رہے ہیں بصد شان نقشِ پائے رسولؐ

جہاں میں جس کا کوئی سایہ ہو نہ ثانی ہو
نہیں ہے کوئی بھی ایسا کہیں سوائے رسولؐ

چمن کے غنچہ و گل ان پہ رشک کرتے ہیں
جو داغِ عشق لئے پھرتے ہیں فدائے رسولؐ

مراد والوں میں آتے ہیں حکمرانِ جہاں
اور ان کی جھولیاں بھر دیتے ہیں گدائے رسولؐ

بیان کیا کروں اوصافِ مصطفےٰ سرور
کہاں زبان میری اور کہاں ثنائے رسولؐ

شمشاد شاد

ولادت: ۱۹۶۳ء

رکھتے ہیں امت پر نظر شام و سحر میرے نبیؐ
میرے لئے بعدِ خدا ہیں معتبر میرے نبیؐ

پڑھتے تھے استغفار رو رو کر ہمارے واسطے
ہر امتی کو چاہتے تھے اس قدر میرے نبیؐ

شمس و قمر بھی آپ کے احکام کے پابند تھے
پھر بحث کیسی نور تھے یا تھے بشر میرے نبیؐ

کیوں ما سوا ان کے کسی سے ہوں شفاعت کی طلب
جب کہہ دیا قرآں نے ہیں خیر البشر میرے نبیؐ

سائنس بھی حیراں ہے اب تک دوستو اس بات پر
چشمِ زدن میں کیسے پہنچے عرش پر میرے نبیؐ

رک کر مقامِ منتہیٰ پر یہ کہا جبریلؑ نے
جل ہی نہ جائیں اس سے آگے بال و پر میرے نبیؐ

ناموسِ احمدِ مصطفٰےؐ پر مال و زر کیا چیز ہے
دے دوں میں اپنی جان بھی مانگیں اگر میرے نبیؐ

ایماں ہے میرا شاد ان پر راز سارے ہیں عیاں
میرے تمہارے حال سے ہیں با خبر میرے نبیؐ

مبین طارق

ولادت: ۱۹۶۴ء

رحمتِ دو جہاں سرورِ انبیاء دور دنیا سے رنج و الم کیجئے
پنجتن پاک کا واسطہ ہے تمہیں کملی والے محمدؐ کرم کیجئے

اب مدینہ بلالو خدا کے لئے زندگی کا کوئی اب بھروسہ نہیں
ہم کو مل جائے دربار کی حاضری اک نظر تاجدارِ حرم کیجئے

میری آنکھوں میں کعبہ کا منظر رہے پہنچوں شہر مدینہ ہے خواہش یہی
جیتے جی دیکھ لوں طیبہ بس یا نبیؐ یہ کرم مجھ پہ رب کی قسم کیجئے

سیدی مرشدی ہو ہمارے نبیؐ حق کے محبوب رب کے دلارے نبیؐ
ہم غریبوں کے غمخوار ہو بس تمھیں رحمتوں کی نظر کم سے کم کیجئے

کرتے فریاد ہیں تم سے آقا یہ ہم روزِ محشر بھی رکھنا ہمارا بھرم
امتی آپ کے ہیں گنہگار ہیں ہم پہ رحمت شفیع الامم کیجئے

کہتے بوبکر فاروق عثماں علی تم سا کوئی نہیں یا نبیؐ یا نبیؐ
یہ دیارِ نبیؐ ہے خدا کی قسم اپنا سر ان کی چوکھٹ پہ خم کیجئے

سن لو طارق کی یہ التجا مصطفٰے صدقہ شبیر کا مجھ کو کردو عطا
اپنے در سے نہ ٹالو حبیبِ خدا دور مشکل مرے محترم کیجئے

ریاض الدین کامؔل

ولادت: ۱۹۶۶ء

جدھر ڈالو نظر اس سمت نورِ مصطفائی ہے
ضیائے رحمتِ حق سے ہر اک شئے جگمگائی ہے
مدینے سے گزر کر بُوئے جنّت ساتھ لائی ہے
ہَوا ایمان کی اس دل کی دھڑکن میں سمائی ہے
وہ نورِ مظہرِ خالق بِنائے خلقِ عالم بھی
نبیؐ کے واسطے کونین کی جلوہ نمائی ہے
سنو اے حاجیو! کہہ دینا جا کے سنگِ اسود سے
مِرے آقاؐ کے بوسے نے تِری قسمت بنائی ہے
نگاہو! چوم لو اس شخص کی پاکیزہ آنکھوں کو
نظر جس کی محمدؐ کا حسیں در دیکھ آئی ہے
اگر آقاؐ نہ آتے تو ہمارا حشر کیا ہوتا؟
خوشا قسمت کہ دینِ حق کی دولت ہم نے پائی ہے
جھکایا کفر و باطل کا سرِ بالا یوں قدموں میں
نبیؐ کے سامنے اک ایک بُت نے منہ کی کھائی ہے
درود ان پر سلام ان پر' انہی کا تذکرہ سن کر
فرشتے بزم میں آئے گھٹا رحمت کی چھائی ہے
شہنشاہِ دو عالم کی نرالی شان ہے کامؔل
بنامِ تختِ شاہی ایک معمولی چٹائی ہے

امجد رضا

ولادت: ۱۹۶۶ء

جب بھی نعتِ حبیب لکھوں گا
خود کو میں خوش نصیب لکھوں گا

آنسوؤں سے مدینہ لکھنے پر
چشم تر کو ادیب لکھوں گا

بات سن لی گئی جو طیبہ میں
دھڑکنوں کو خطیب لکھوں گا

اپنے چہرے کو ہجرِ طیبہ کی
ہر کسک کا نقیب لکھوں گا

جانِ عالم کا ہے تمنائی
اپنے دل کو عجیب لکھوں گا

محوِ پرواز ہے مدینے میں
فکر کو عندلیب لکھوں گا

کیوں وہ تکتی ہے خاک طیبہ کی
خلد کو میں رقیب لکھوں گا

جانِ عیسیٰؑ ترے پسینے کو
میں گلوں کا طبیب لکھوں گا

میں غلامِ بلال ہوں امجدؔ
کیوں میں خود کو غریب لکھوں گا

شفیق قریشی

ولادت: ۱۹۶۶ء

سبھی کو ملتا ہے امن و اماں مدینے میں
رسولِ پاک کا ہے آستاں مدینے میں

نصیب والے ہیں اونچا نصیب رکھتے ہیں
ہمارے باغ کے ہیں باغباں مدینے میں

سنائے کس کو یہاں کون سننے والا ہے
سنائی جائے گی سب داستاں مدینے میں

جو سن سکیں وہ کہاں کان ہیں ہمارے پاس
بلال دیتے ہیں اب بھی اذاں مدینے میں

مجال کس کی ہے جو روک لے شفیقؔ مجھے
رُکے گا جا کے میرا کارواں مدینے میں

خواجہ بدرالدجیٰ ساجد

ولادت: ۱۹۶۸ء

محسنِ انسانیت خیرالوریٰ سرکارؐ ہیں
منتخب دنیا میں یعنی مصطفیٰ سرکارؐ ہیں

آپ ہی کے دم سے روشن ہے زمین و آسماں
انس و جن کے واسطے نور الھدیٰ سرکارؐ ہیں

جسم و جاں کے گنبدوں میں گونج ان کے نام کی
دل کی محرابوں میں جلووں کی ضیا سرکارؐ ہیں

اک طرف ربِّ جمیل اور اک طرف عکسِ جمیل
دل کش و دلدار و دلبر دلربا سرکارؐ ہیں

کو بہ کو وحدانیت کے گل کھلانے آئے تھے
گلشنِ اسلام کی بادِ صبا سرکارؐ ہیں

ماہِ کامل سا منور روئے روشن آپؐ کا
ہم سیہ بختوں میں اک بدر الدجیٰ سرکارؐ ہیں

اصغر علی اصغرؔ

ولادت: ۱۹۷۰ء

غش میں تمام بت ہیں نبیؐ کے شباب سے
ظلمت کدے لرز گئے اس انقلاب سے

بیدار ہو نہ پایا اگر جھوٹے خواب سے
منکر خدا کا کیسے بچے گا عذاب سے

مشرک کے ہوش اڑ گئے اس انقلاب سے
باطل شکست کھا گیا حق کے نصاب سے

یہ باغِ مصطفیؐ ہے خزاں کا گزر کہاں
ہر شاخ لالہ زار ہے حسنِ گلاب سے

پرچم چلے تھے لے کے جو وحدانیت کا آپؐ
لہرا رہا ہے آج بھی کس آب و تاب سے

ایمان کی ضیاء سے ہے تابندہ زندگی
روشن ہے دل جو ماہِ رسالت مآب سے

وہ نور آپؐ کو ہے خدا نے عطا کیا
حسنِ قمر بھی ماند ہے عالی جناب سے

میری بساط! آپؐ کی تعریف میں کروں
ظاہر تمام وصف ہیں امّ الکتاب سے

اصغرؔ کے لب پہ نامِ محمدؐ کا ورد تھا
منزل شناس ہوگیا خانہ خراب سے

نعیم انصاری

ولادت: ۱۹۷۰ء

کل جہاں پہ ظلِ رحمت ہیں محمد مصطفےٰؐ
شافعِ وقتِ شفاعت ہیں محمد مصطفےٰؐ

دیکھتے ہی جن کو مشرک خوف سے تھرا گئے
جنگ میں ایسی شجاعت ہیں محمد مصطفےٰؐ

فیصلہ ایسا کیا کہ فیصلہ بھی خوش ہوا
اصل میں فخرِ عدالت ہیں محمد مصطفےٰؐ

کر دیا سائل کا ہنس کے آپ نے پورا سوال
مخزنِ جود و سخاوت ہیں محمد مصطفےٰؐ

عالمِ کون و مکاں کی ساری دولت ہیچ ہے
کس قدر انمول دولت ہیں محمد مصطفےٰؐ

ناز کرتی ہے رسالت ذات پہ ان کی نعیمؔ
محورِ شانِ رسالت ہیں محمد مصطفےٰؐ

اظہر حسین

ولادت: ۱۹۷۲ء

دوڑ کر کرنا تھا عرضِ حال بیٹھا رہ گیا
دیکھ کر آقاؐ کے خدّ و خال بیٹھا رہ گیا

بھول کر رفتار اپنی وقت انؐ کے سامنے
اک جگہ چپ چاپ ترسٹھ سال بیٹھا رہ گیا

میں درودوں کے پروں سے جا بسا اونچائی پر
غم بچھائے پستیوں کا جال بیٹھا رہ گیا

لے گیا بغضِ نبیؐ بربادیوں کی حد تلک
حشر میں وہ باعمل کنگال بیٹھا رہ گیا

شادماں ہیں سب کھجوروں کی فضا میں اور میں
سنتروں کے شہر میں بد حال بیٹھا رہ گیا

عبدالوحید حیراںؔ

ولادت: ۱۹۷۳ء

مدینے کی گلیوں کو عظمت ملی ہے
مرے مصطفےٰؐ کی بدولت ملی ہے

پیا دودھ تیرا رسولؐ خدا نے
حلیمہ تجھے خوب قسمت ملی ہے

کئی دن کے فاقے سہے ہیں انھوں نے
جنھیں دو جہاں کی حکومت ملی ہے

ضیاء چاند تاروں نے پائی ہے ان سے
انھی سے گلوں کو یہ رنگت ملی ہے

کریں کیوں نہ حیراںؔ درودوں کی بارش
ہمیں دین کی ان سے دولت ملی ہے

نورالعین ماہر

ولادت: ۱۹۷۶ء

ان کے کرم سے دستِ ہنر بولنے لگے
تلوہ نبی کا چھو کے حجر بولنے لگے

یوسف کا حسن صدقہ ہے سرکار آپؐ کا
یہ آسماں کے شمس و قمر بولنے لگے

جب آئے کائنات میں سردارِ انبیاء
بت گر پڑے تھے کعبے کے در بولنے لگے

ہاتھوں میں بوجہل کے جو کنکر تھے بے زباں
اِذنِ نبیؐ کے زیرِ اثر بولنے لگے

یہ کون آگیا ہے حلیمہ کی گود میں
روشن ہے کائنات شجر بولنے لگے

دیکھا نہیں ہے آپؐ سا آنکھوں نے یا نبیؐ
شمشیر چھوڑ کر یہ عمر بولنے لگے

ماہر یہ ہے نبیؐ کے پسینے کا معجزہ
گلشن مہک اٹھے گلِ تر بولنے لگے

اشتیاقِ کامل

ولادت: ۱۹۷۷ء

ہیں بت بھی سجدے میں سر جھکائے، فرشتے آنکھیں بچھا رہے ہیں
یہ کیسی شان و ادا ہے دیکھو حضور تشریف لا رہے ہیں

شہِ دو عالمؐ سراپا رحمت، حبیب داور شفیعِ محشر
قسم خدا کی تمام القاب ان کی عظمت بتا رہے ہیں

غلام و آقا ہیں ایک صف میں، ہیں گورے کالے سبھی برابر
سبھی کو دے کر مساوی حق وہ کرم کے دریا بہا رہے ہیں

بلالِ حبشی کی ایسی عظمت، ہے بادشاہی نثار جن پر
نبیؐ کے قدموں میں آگئے جو وہ ذرّے بھی جگمگا رہے ہیں

میں صدقے ان کنکروں پہ جن کا ہے عزم و ایماں چٹان جیسا
عدو کی مٹھی میں بند رہ کر نبیؐ کا کلمہ سنا رہے ہیں

نبیؐ کی عظمت تو کوئی دیکھے، خدا طلب گار ہے خود ہے ان کا
خدا سے ملنے وہ عرشِ اعظم پہ پہنے نعلین جا رہے ہیں

وہی محمدؐ شہِ دو عالم بندھے تھے جن کے شکم پہ پتھر
ازل سے اہلِ جہاں اے کاملؔ انہی کا صدقہ تو کھا رہے ہیں

مولانا ذکی حسن قمّی

ولادت: ۱۹۷۷ء

بے جا مجادلات رسولِ انامؐ سے
جوڑو نہ دل کی بات رسولِ انامؐ سے

چاہے یہود ہو کہ نصاریٰ کہ بت پرست
کھائی ہے سب نے مات رسولِ انامؐ سے

شاہد قرآن پاک کھلے ہیں جہان پر
رمزِ الٰھیات رسولِ انامؐ سے

ان کے طفیل سِلم کا مظہر بنے ہیں ہم
ہے سب خصوصیات رسولِ انامؐ سے

بے حبّ مصطفیٰؐ کوئی کامل ہوا نہیں
بنتی ہیں شخصیات رسولِ انامؐ سے

کیا کم یہ منزلت ہے بلاکر قریب تر
خالق نے کی ہے بات رسولِ انامؐ سے

جینے کو سب ہی جیتے ہیں اپنی تو اے ذکیؔ
ہے عمر بر حیات رسولِ انامؐ سے

مناظر حسین کوثر

ولادت: ۱۹۷۶ء

جن سے ہے ہر جمال وہ اجمل ہیں مصطفیٰؐ
انوارِ کبریا سے جھلاجھل ہیں مصطفیٰؐ

اس سے سوا کمالِ نبیؐ کیا بیاں کروں
ہر منزلِ کمال میں اکمل ہیں مصطفیٰؐ

اب تک برس رہا ہے جو برسے گا حشر تک
رحمت کا بے نظیر وہ بادل ہیں مصطفیٰؐ

صدیوں کے بعد بھیجا خدا نے انھیں مگر
خلقت میں سب سے اوّل و افضل ہیں مصطفیٰؐ

ہم کو بھی دیں حضور میں اب اذنِ حاضری
ہم بھی تمہارے عشق میں بیکل ہیں مصطفیٰؐ

یارب مرے شعور کو معراجِ فکر دے
میرے سخن کی جہدِ مسلسل ہیں مصطفیٰؐ

تفسیر عشق سے مجھے کوثر غرض نہیں
میرے لئے تو عشقِ مکمل ہیں مصطفیٰؐ

شاکرالاکرم شاکرفلاحی

ولادت: ۱۹۷۹ء

یوں اپنے فکر و فن کو سنوارا کریں گے لوگ
نعت نبیؐ سے دل میں اجالا کریں گے لوگ

تعلیم اُنؐ کی عام اگر تم نے کی نہیں
انسان کو ہی کھیت میں بویا کریں گے لوگ

پھر اسوۂ رسولؐ کا آئینہ لایئے
اُس میں نبیؐ کے عکس کو ڈھونڈا کریں گے لوگ

دل میں نبیؐ کے عشق کی گر جوت جگ گئی
تم جاگتے رہو گے جو سویا کریں گے لوگ

کہہ دیجئے گا حشر میں شاکر بھی ہے غلام
مجھ کو نگاہِ رشک سے دیکھا کریں گے لوگ

خورشید علی حیدری

ولادت: ۱۹۷۹ء

پاکیزگی ازل سے ہے میری زبان میں
میں پڑھ رہاہوں نعت محمدؐ کی شان میں

ہے یادِ مصطفٰے مرے دل کے مکان میں
رہتاہوں ہر گھڑی میں نبیؐ کی امان میں

مینارِ حق سے پھوٹا درودوں کا آبشار
نامِ رسولِ پاک جب آیا اذان میں

احمد احد کی دوستو قربت تو دیکھیے
حائل ردائے میم ہے بس درمیان میں

کونین ہے دلوں میں چراغاں کئے ہوئے
جشنِ نبی کی دھوم ہے سارے جہان میں

خورشید بھی ہے طالبِ دیدار آپ کا
رکھیئے گا خاکسار کو آقا دھیان میں

مولانا ارمان نوری

ولادت: ۱۹۸۲ء

نبی کے عشق کا غنچہ کھلائے بیٹھے ہیں
نظر میں گنبدِ خضرا بسائے بیٹھے ہیں

فلک سے آئے ہوئے ہیں ہمارے گھر قدسی
ہم ان کی نعت کی محفل سجائے بیٹھے ہیں

حضور ان کو پلائیں گے جام کوثر کا
جو ان کی یاد میں آنسو بہائے بیٹھے ہیں

بروزِ حشر شفاعت کریں گے ان سب کی
جو ان کے عشق میں دِل کو جلائے بیٹھے ہیں

بلاوا آئے گا اک روز اس لئے ہم سب
رہِ مدینہ میں آنکھیں بچھائے بیٹھے ہیں

مرا یقین ہے جنت میں جائیں گے وہ سب
جو خود کو ان کا دِوانہ بنائے بیٹھے ہیں

سبھی مدینے کی گلیوں کو دیکھ کر ارمان
تجلیوں میں سراپا نہائے بیٹھے ہیں

شہرآزاسد ابن شہزاداسد ولادت: ۱۹۸۴ء

وہ سلیقے وہ طریقے وہ مروّت آپؐ کی
جس نے دیکھی اس نے مانی ہے شرافت آپؐ کی
سرفرازی ہے ہماری کہ ہے جنّت منتظر
خوش نصیبی ہے ہماری ہم ہیں امّت آپ کی
دشمنوں پر بھی سدا جودو کرم تھا آپ کا
ارفع و اعلیٰ ہے کتنی یہ سخاوت آپ کی
کافروں نے بھی تو صادق آپ کو بے شک کہا
دشمنوں نے بھی تو مانی ہے صداقت آپ کی
ایک پل میں ہوگئی طے کس طرح اسرا کی شب
وہ مکاں سے لامکاں تک کی مسافت آپ کی
ہیں امامِ مسجدِ اقصیٰ رسولِؐ محترم
مقتدی سارے نبی ہیں یہ فضیلت آپؐ کی
ہے زمین و آسماں میں تذکرہ بس آپ کا
بعد از شانِ خدا ہے شان و شوکت آپ کی
دہر کی آیات میں شہرآز یہ بھی دیکھ لے
شکریہ رب نے کہا کتنی ہے عظمت آپؐ کی

لقمان انصاری

ولادت: ۱۹۸۶ء

نعتِ سرکارؐ جب ہم سنانے لگے
رحمتوں کے دیئے جگمگانے لگے

ہم نے قرآن کھولا تو ایسا لگا
جیسے سرکارؐ تشریف لانے لگے

آرہے ہیں نبیؐ جب خبر یہ سنی
چھوڑ کر بت مکانوں کو جانے لگے

جشنِ سرکارؐ کی ہے مبارک گھڑی
لوگ اپنے گھروں کو سجانے لگے

آئے خیرالوریٰ تو اجالا ہوا
اس لئے منہ اندھیرے چھپانے لگے

ہے یہ لقمانؔ میرے نبیؐ کی عطا
بارشِ نور میں ہم نہانے لگے

حافظ مسلم انصاری

ولادت: ۱۹۸۶ء

جس کی آنکھوں میں مدینہ کا نظارہ ہوگا
وہ کوئی غیر نہیں ہوگا ہمارا ہوگا

میرا دعویٰ ہے نکل آئے گا ڈوبا سورج
میرے سرکار کا جس وقت اشارہ ہوگا

میں بھی جاؤں گا مدینہ کبھی انشااللہ
اوج پر میری بھی قسمت کا ستارہ ہوگا

یا نبیؐ کب وہ گھڑی مجھ کو میسر ہوگی
سامنے آنکھوں کے دربار تمہارا ہوگا

میری پتوار پہ لکھا ہے رسولِ عربی
دور کشتی سے میری کیسے کنارہ ہوگا

مل گئی ہوگی مرا دعویٰ ہے راحت مسلم
جس نے سرکار کو مشکل میں پکارا ہوگا

عمران فیضؔ

ولادت: ۱۹۸۹ء

دل سے نبیؐ کا عشق نہ ہرگز مٹائیں گے
عشقِ رسولِ پاکؐ میں سر بھی کٹائیں گے

آئے گی آسماں سے فرشتوں کی ٹولیاں
ہم جب بھی نعت خوانی کی محفل سجائیں گے

میں تو مریضِ عشقِ رسولِ انام ہوں
دنیا کے حادثات مجھے کیا ستائیں گے

تبلیغ کرکے اسوۂ حسنہ کی یا نبیؐ
دنیا کو زندگی کا سلیقہ سکھائیں گے

محشر کی تیز دھوپ میں جھلسے گا جب بدن
چادر میں اپنی آقا ہمیں بھی چھپائیں گے

تشنہ لبوں کو ساقیِ کوثر بروزِ حشر
ہاتھوں سے اپنے جامِ شفاعت پلائیں گے

امید ہے ہمیں بھی کہ اک روز فیضؔ ہم
جاکر درِ رسولؐ پہ سر کو جھکائیں گے

بدرالدین رہبر

ولادت: ۱۹۹۲ء

کبھی مت جوڑنا تم اس حقیقت کو فسانے سے
اجالا دین کا پھیلا محمدؐ کے گھرانے سے

جہاں سے تیرگی کا مٹ گیا نام و نشاں آقاؐ
عرب کی سرزمیں پر آپؐ کے تشریف لانے سے

رسولؐ اللہ کے اخلاق کا ثانی نہ پاؤ گے
برائی کا کیا ہے خاتمہ سارے زمانے سے

نزولِ بارشِ رحمت خدائے پاک کرتا ہے
ہزاروں فائدے ہیں نعت کی محفل سجانے سے

ستم کے سنگ برسائے نبیؐ کے جسمِ اطہر پر
نہ ہرگز باز آئے اہلِ طائف ظلم ڈھانے سے

رگِ دنیا میں خوشبو بس گئی دینِ محمدؐ کی
قیامت تک فضا مہکے گی وحدت کے ترانے سے

خدا اور مصطفیٰؐ کے درمیاں پردہ نہیں رہبر
ہوا سب پر عیاں یہ عرش پر آقاؐ کے جانے سے

حافظ یار محمد انور کامٹوی

ولادت: ۱۹۰۲ء

اللہ رے کمال ترے عزّ و جاہ کا
سرخم ہے سامنے ترے ہر بادشاہ کا

پڑتے نہیں خوشی سے زمیں پر مرے قدم
درپیش ہے سفر جو مدینے کی راہ کا

یہ مہر جس کے حسن کی عالم میں دھوم ہے
اک ذرہ ہے فلک پہ تری جلوہ گاہ کا

ہجرِ نبیؐ میں جان پہ اب ہے بنی ہوئی
کیا ماجرا بیان ہو حالِ تباہ کا

انور کو اپنے دامنِ رحمت میں لے چھپا
صدقہ ترے حبیب کی زلفِ سیاہ کا

شاطر حکیمی کامٹوی

ولادت: ۱۹۱۲ء

چلی ہے آنکھ مری سرمۂ نظر کے لئے
نبیؐ کے روضۂ انور کی خاکِ در کے لئے

اڑوں یہاں سے تو بابِ حرم پہ جا پہنچوں
دعائیں مانگ رہا ہوں میں بال و پر کے لئے

دلِ و نگاہ میں طیبہ، نفس نفس میں حضورؐ
یہ دولتیں تو بہت ہیں گزر بسر کے لئے

کرم کی ایک نظر مجھ پہ کیجئے سرکارؐ
کہ آپ رہبرِ اعظم ہیں ہر بشر کے لئے

نبیؐ ہماری مصیبت سے خوب واقف ہیں
ہم اپنے گھر میں تڑپتے ہیں ان کے در کے لئے

مجھے بھی دیکھئے پہنچائے کب خدا شاطر
ترس رہا ہوں مدینے کی رہگور کے لئے

مولانا عبدالرحمٰن راہی کامٹوی

ولادت ۱۹۲۷ء

مطمئن قلب ونظر ہے تو درخشاں ہے جبیں
دیکھنا یہ کہیں طیبہ کا مسافر تو نہیں
سجدۂ شوق کو مدّت سے تڑپتی تھی جبیں
لے ہی آیا درِ کعبہ پہ تجھے جذبِ یقیں
منزلِ شوق کا ملنا کوئی دشوار نہیں
شرط یہ ہے کہ ملے شاہرہِ عزم و یقیں
اللہ اللہ وہ پرکیف نظاروں کی چمک
یاد آتی ہے جسے دیکھ کے فردوسِ بریں
آنکھ کہتی ہے کہ بس گنبدِ خضرا دیکھیں
دل یہ کہتا ہے کہ اب چلیئے وہیں چلیئے وہیں
لائقِ عزم ستائش ہے مبارک ہے وہ ذات
جس کے دل میں ہے مدینے کی تمنائے حسیں
ہر نفس ان کی تڑپ ان کی طلب ان کا خیال
یہ کہیں منزلِ عرفانِ محبت تو نہیں
کچھ یہاں اور بھی ہیں خستہ جگر یاد رہے
جانے والے ہو مبارک تجھے طیبہ کی زمیں
ہاں یہ کہنا مرے آقاؐ سے فقط بعدِ سلام
بے وفائی نہ کرے زندگی راہیؔ کی کہیں

مولانا سعید اعجاز کامٹوی — ولادت ۱۹۳۰ء

مدنی چاند کے جلوؤں میں نہا لیتا ہوں
چاند کی طرح بدن اپنا بنا لیتا ہوں
دل نشیں نعت کے لہجے کو بنا لیتا ہوں
دل کی آواز سے آواز ملا لیتا ہوں
محفلِ نور شب غم میں سجا لیتا ہوں
ان کی یادوں کے چراغوں کو جلا لیتا ہوں
رحمتیں پاتا ہوں دس پڑھتا ہوں اک بار درود
خرچ سے بڑھ کے زیادہ میں کما لیتا ہوں
صبح کے وقت بہ فیضانِ نسیم طیبہ
اپنے سرکارؐ کے دامن کی ہوا لیتا ہوں
ان کی بخشی ہوئی ایمان کی طاقت کے طفیل
میں مصیبت کے پہاڑوں کو اٹھا لیتا ہوں
اور کیا چاہیے اشعار عقیدت کا صلہ
نعت پڑھتا ہوں فرشتوں کی دعا لیتا ہوں
میں وہ بیمارِ غمِ عشق نبیؐ ہوں اعجاز
درد کی درد کے ماروں سے دوا لیتا ہوں

اشفاق نجمی کامٹوی

ولادت: ۱۹۴۳ء

جس طرح قلب ہوتا ہے سینے کے آس پاس
کعبہ ملے گا یوں ہی مدینے کے آس پاس

قیمت لگا سکیں گے نہ دنیا کے جوہری
اشکِ وفا نہ رکھیے نگینے کے آس پاس

طوفاں بھی اٹھ رہے ہیں سلامی کے واسطے
شیدائے مصطفےٰ کے سفینے کے آس پاس

اصحابِ با وفا کے لہو کی ہیں سرخیاں
غزوات میں نبیؐ کے پسینے کے آس پاس

جنّت کی جستجو میں نہ بھٹکو اِدھر اُدھر
جنّت تمہیں ملے گی مدینے کے آس پاس

دل میں نبیؐ کے عشق کی دولت نہ چھپ سکی
پڑتی رہی کدال دفینے کے آس پاس

معراجِ مصطفےٰ کی حقیقت تو دیکھئے
نقشِ قدم ہیں عرش کے زینے کے آس پاس

نجمی بنا رہا ہوں لٹا کر متاعِ زیست
اک گھر وطن سے دور مدینے کے آس پاس

روشِؔ جعفری کامٹوی

ولادت: ۱۹۴۹ء

نبیؐ تشریف لائے نورِ حق پھیلا زمانے میں
تو اک ہلچل مچی ہے کفر و باطل کے ٹھکانے میں

قسم ہے گردشِ دوراں کی دیکھا ہر زمانے میں
کوئی ان سا نہیں ملتا پرانے سے پرانے میں

خدا چاہے تو کیا ہے منزلِ عرفاں کے پانے میں
براقِ فکر کو بس دیر لگتی ہے اڑانے میں

دلوں میں جس سے ایماں کی حرارت ہوتی ہے پیدا
وہ گرمی بلبلِ سدرہ نشیں کے ہے ترانے میں

یہ تھا اخلاق خود اس کی عیادت کے لئے پہونچے
خوشی محسوس کی جس نے پیمبر کو ستانے میں

سبھی کو حل کیا ہے آپ نے حسنِ تدبّر سے
ہزاروں مشکلیں آئیں پیامِ حق سنانے میں

علیؑ کی منقبت نعتِ نبی اور حمد خالق کی
روشؔ ہیں کارآمد محفلِ ایماں سجانے میں

آخر کے چاروں کلام مجموعہ ترتیب ہونے کے بعد دستیاب ہوئے لہٰذا انھیں سنِ ولادت کی ترتیب میں نہیں لیا جاسکا جس کی وجہ سے آخری صفحات پر شامل کیا گیا۔

سیّد ریاض حسین جعفری ولادت: ۱۹۵۵ء

ظاہر ہے دو جہاں میں فضیلت رسولؐ کی
قرآن کر رہا ہے تلاوت رسولؐ کی

تاریکیِ جہاں کا ہمیں کوئی ڈر نہیں
دنیا میں ہوگئی ہے ولادت رسولؐ کی

دنیا و آخرت میں وہی کامیاب ہے
اپنا لیا ہے جس نے بھی سیرت رسولؐ کی

دعوت میں ذوالعشیرہ کی اعلان ہوگیا
حضرت علیؑ نے پائی وِزارت رسولؐ کی

اس پر نثار رحمتِ عالم کی رحمتیں
روشن ہے جس کے دل میں محبت رسولؐ کی

مانگو درِ رسول پہ ملتا ہے آج بھی
ہے مشتہر جہاں میں سخاوت رسولؐ کی

امّت ہیں ہم رسولؐ کی محشر پہ ہے یقیں
پائیں گے ہم ضرور شفاعت رسولؐ کی

کیسے کوئی مٹائے گا رتبہ رسولؐ کا
پیشِ خدا بلند ہے عزّت رسولؐ کی

دیدار کی طلب میں زمانہ گزر گیا
یارب کرادے مجھ کو زیارت رسولؐ کی

لکھا ہوا ہے صفحۂ ہستی پر اے ریاضؔ
اسلام کی بقا ہے ضمانت رسولؐ کی

رشید قدوسی

ولادت: ۱۹۵۸ء

نہ پوچھو مجھ سے مجھے کیا دکھائی دیتا ہے
تصوّرات میں طیبہ دکھائی دیتا ہے

ادب سے سر کو جھکالو اے زائرو اپنے
وہ دیکھو گنبدِ خضرا دکھائی دیتا ہے

زمین کیا ہے فلک کیا تمام عالم میں
انہی کا چار سو جلوہ دکھائی دیتا ہے

کلام پاک ہے شفاف آئینہ جس میں
ہمیں رسولؐ کا چہرہ دکھائی دیتا ہے

عجیب حال ہے دیوانگی کا اے لوگو
ہو آنکھ بند تو روضہ دکھائی دیتا ہے

یہ چاند کچھ بھی نہیں اس سے بے بہا روشن
مرے حضورؐ کا تلوہ دکھائی دیتا ہے

بس ایک نامِ محمدؐ کا ورد ہی اے رشید
تری نجات کا رستہ دکھائی دیتا ہے

نیاز احمد نیازؔ

ولادت: ۱۹۵۸ء

منائو جشنِ خوشی منائو صدا فرشتے لگا رہے ہیں
ہے آج کا دن بڑا مقدّس خدا کے محبوب آ رہے ہیں

وہاں بھی ان کو ملے گی راحت یہاں بھی آرام پا رہے ہیں
ہے جن کو نامِ نبیؐ سے نسبت وہ رحمتوں میں نہا رہے ہیں

چٹائی ٹوٹی ہے ان کا بستر، بندھا ہے ان کے شکم پہ پتھر
زمین اور آسمان پیہم قصیدہ جن کا سنا رہے ہیں

ہے تجھ سے میری یہ عرض بیٹی نماز ہے سب پہ فرض بیٹی
رسولِ اکرمؐ بڑے ادب سے یہ فاطمہ کو بتا رہے ہیں

انھیں یہ دولت نصیب ہوگی نبیؐ کی قربت نصیب ہوگی
کرم خدا کا ہے خاص ان پر مدینہ جو لوگ جا رہے ہیں

یہ دھوم گھر گھر مچی ہوئی ہے اندھیروں کی موت لازمی ہے
نبی مرسلؐ جہاں میں آ کر چراغ وحدت جلا رہے ہیں

نیازؔ دریا دلی تو دیکھو نبیؐ کی یہ سادگی تو دیکھو
دعا ہے ان کے لئے بھی لب پر جو ظلم آقاؐ پہ ڈھا رہے ہیں

مولانا علی رضا ابن ایڈوکیٹ اسماعیل انصاری ولادت: ۱۹۷۶ء

کاشفِ رازِ خدا پیغمبرِ اسلام ہیں
مظہرِ حق مرحبا پیغمبرِ اسلام ہیں

آج ہے کونین میں محبوبِ داور کا ظہور
آج ہوجائے گا ہر غم قلبِ انسانی سے دور
ذرّہ ذرّہ فرش کا لگتا ہے جلوہ گاہِ طور
جس میں آتا ہے نظر خلّاقِ دو عالم کا نور
دیکھئے وہ آئینہ پیغمبرِ اسلام ہیں

ہے مشیّت جس پہ نازاں وہ پیمبر آپ ہیں
جو سراپا نورِ قرآں وہ پیمبر آپ ہیں
ہے جہاں جس سے درخشاں وہ پیمبر آپ ہیں
رحمتِ حق جس کا داماں وہ پیمبر آپ ہیں
راہِ حق کے پیشوا پیغمبرِ اسلام ہیں

دہر میں کھولے جنھوں نے چارسو بابِ علوم
آپؐ کی توصیف میں مصروف ہیں ماہ و نجوم
گل ہیں سجدہ ریز کہتی ڈالیاں بھی جھوم جھوم
جن کے در پر ہے رضاؔ حور وملائک کا ہجوم
وہ حبیبِ کبریا پیغمبرِ اسلام ہیں